"اردو تقدیسی ادب کا اولین مجموعہ جس میں نعت کے لئے حسنین عاقب کے ذریعے وضع کردہ انگریزی اصطلاح prophiem کی تاریخِ وضعِ اصطلاح اور انگریزی پروفیمس کا مختصر انتخاب بھی شامل ہے۔"

خامہ سجدہ ریز

شکر دانِ حمد و نعت

شاعر

خان حسنین عاقبؔ

ناشر : نور پبلی کیشن، مالیگاؤں

© جملہ حقوق مشترکہ طور پر بحقِ شاعر و اہلیہ مہ جبین، محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خامہ سجدہ ریز (شکر دانِ حمد و نعت)
شاعر	:	خان حسنین عاقبؔ 09423541874
پتہ	:	علامہ اقبال ٹیچرس کالونی، مومن پورہ، واشم روڈ، پوسد، ضلع ایوت محل، (مہاراشٹر) Pin: 445215
اشاعت	:	۲۰۱۶ء
طباعت	:	نورانی آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
تعدادِ اشاعت	:	1000 (بارِ اوّل)
قیمت	:	200 روپے
ترتیب و تہذیب	:	محمد جنید اشفاق احمد، مالیگاؤں
سرورق ڈِزائن	:	شکیل اعجازؔ، فرمان احمدؔ ابن حسنین عاقبؔ

کتاب ملنے کے پتے

خان حسنین عاقب

لکچرار، غلام نبی آزاد کالج، وسنت نگر، پوسد، ضلع ایوت محل، مہاراشٹر Pin : 445215

☆ الحراء بک ڈپو، اِقراء بک ڈپو، اشرف بک ڈپو۔ پوسد
☆ ماہنامہ رُنگ و بوُ عیدی بازار۔ حیدرآباد۔
☆ کتب خانہ انجمن ترقیٔ اردو، ۴۱۸۱، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۶
☆ اسباق پبلی کیشنز، پونے
☆ محسن ساحل۔ شیواجی نگر، گوونڈی۔ بمبئی۔ (موبائل: 9881002221)
☆ ایڈوکیٹ علی رضا خان۔ جونا بھاجی بازار، جونا شہر آکولہ۔ مہاراشٹر (موبائل: 9028298510)

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وهم
و ز هر چه دیده ایم، شنیدیم و خوانده ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عُمر
ما، هم چناں در اولِ وصفِ تو مانده ایم

انتساب

نبیٔ اکرم ﷺ سے اویس قرنی ؓ کے والہانہ عشق
جس کے باعث آپ ﷺ نے فرمایا کہ
اویس ؓ جس کی مغفرت کی دُعا کرے، اللہ اسے بخش دے گا،

نعت گویوں کے امام حسان بن ثابت ؓ کے محبوبانہ فنِ نعت گوئی
اور
تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے پروانے اُن شہیدانِ شوق کے
نام
جن کی عقیدت مندانہ قربانیوں نے
شاتمین رسول ﷺ کو اپنے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

بمصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است
اقبال علیہ الرحمۃ

سراپا سپاس ہوں۔۔۔

مولانا عظیم صاحب، ایوت محل، کا جنہوں نے اس کتاب کے عربی متن کی صحت کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ دیکھا اور درست فرمایا۔ مفتی محمد کلیم رحمانی صاحب، پوسد کا جنہوں نے مضامین کے مطالعہ کے بعد ان میں مناسب اصلاحی مشورے دیے، مولانا ابو اللیث صاحب (مالیگاؤں) کا جنہوں نے خامہ سجدہ ریز کو وقت دیا، ڈاکٹر ناصر الدین انصار صاحب کا، کہ انہوں نے بڑی محبت اور غیر جانبداری کے ساتھ میری نعت گوئی پر تجزیاتی مضمون تحریر کیا، ظفر خان گھڑی ساز (آکولہ) کے مشوروں کا اور اشفاق عمر صاحب (مالیگاؤں) کا جن کی توجہ اور عنایت نے اس کتاب کو چھاپہ خانے تک پہنچایا۔

اور۔۔۔۔

خدیجہ خانم میموریل ٹرسٹ، دارواہ، کے صدر **عطاء الرحمن خان** صاحب کا جن کے ذوقِ سلیم اور عشقِ نبی ﷺ نے انہیں اس کتاب کی اشاعتی سرگرمیوں میں حسبِ توفیق شمولیت کی تحریک بخشی۔

ایں رہِ نعت است، نہ صحرا است

خان حسنین عاقبؔ

سوچ رہا ہوں کہ کیا لکھوں؟

جس کی مدح عین باعثِ ثواب ہو، اس کے بارے میں لکھنا، جتنا اہم، ولولہ انگیز اور مثلِ عبادت ہوتا ہے اتنا ہی احتیاط کا متقاضی بھی ہوتا ہے۔ عرفیؔ اسی لئے کہتا ہے۔

؎ عرفیؔ! مشتاب ، ایں رہِ نعت است، نہ صحرا است
آہستہ ، کہ رہ بَر دَمِ تیغ است قدم را

(عرفیؔ، جلد بازی سے کام مت لے۔ یہ نعت گوئی کی راہ ہے، کوئی صحرا نَوردی نہیں کہ تو کہیں بھی بھٹکتا پھرے۔ یہاں آہستہ یعنی احتیاط سے کام لے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے تلوار پر چلنا۔)

چلئے، اپنی بات کا آغاز یہاں سے کرتا ہوں۔

گھر کے بزرگ زور سے آواز لگاتے ہیں۔

''صاحبزادے! اِدھر آئیے''۔

سات آٹھ سالہ ایک لڑکا ڈرتے ڈرتے کہیئے یا احتراماً کہیئے، فوراً حاضرِ خدمت ہو جاتا ہے۔

''جی دادا جان! فرمائیے، بندے کے لئے کیا حکم ہے؟''

حکم ہوتا ہے، ''کچھ اشعار سنائیے۔''

لڑکا کچھ اوٹ پٹانگ قِسم کے اشعار جو اس کی درسی کتاب یا حافظے میں تھے، سنا دیتا ہے۔

اب وہ بزرگ اس سے کہتے ہیں ''شاباش۔اب یہ شعر سنئے اور دو گھنٹے میں یاد کر کے سنائیے۔سنئے اور اگر کہیں مشکل ہو تو پوچھ لیجئے گا۔شعر یہ ہے۔

شمس تبریزی چہ داند؟ نعتِ تو، پیغمبرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سیدِ والا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم توئی

وہ لڑکا دو گھنٹے گزرنے سے پہلے آکر اپنے دادا حضور، محمد میر باز خان صاحب کو وہ سبق سنا دیتا ہے۔معنیٰ اسے سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں، شعر اسے ضرور حفظ ہو گیا۔اور آج بھی ہے۔یہ لڑکا میں تھا۔ جب سے میں نے شعور سنبھالا، گھر میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تذکرے سنے۔دادا حضرت کو میں نے صبح و شام تسبیح کے دانوں پر انگلیاں پھیرتے پایا۔اور یہی تعلیم، ایسی ہی تربیت مجھے گھر میں ملی جس میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر سب کچھ ادھورا تھا۔اگر یوں کہا جائے کہ حبِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری گھٹی میں ڈال دیا گیا تھا تو اہلِ علم حضرات اسے مبالغہ نہیں سمجھیں گے، اس بات پر میرا ایقان ہے۔تقریباً اسی عمر میں، جب میں تیسری جماعت میں تھا، میں نے ایک تقریری جلسہ میں حصہ لیا جو ایک عاشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت کے ضمن میں منعقد کیا گیا تھا، جس کا نام شیخ محمد اقبالؔ تھا اور جسے ساری دنیا علامہ اقبالؔ کے نام سے جانتی ہے۔اس جلسہ میں اس وقت کی جنتا پارٹی کی ریاستی وزیر کے ہاتھوں مجھے دوسرا انعام دیا گیا تھا جو ایک قلم اور سند پر مشتمل تھا۔سند پتہ نہیں کہاں چلی گئی، قلم اگلے دس، پندرہ برسوں تک میرے پاس بغیر استعمال کے، رکھا رہا، پھر وہ بھی جانے کہاں گم ہو گیا لیکن قلم کی تاثیر میرے حصے میں لکھ دی گئی کہ جا! ہم نے تیرے قلم کو نہیں، اس کی تاثیر کو قبولیت بخشی۔اور الحمد اللہ، میرے پڑھنے والوں سے مجھے اس تاثیر کی گواہی ملتی رہتی ہے۔جب میں جوان ہوا اور زندگی کی جدو جہد اس عمر سے ہی میری قسمت کا حصہ بن گئی جس عمر میں میرے ہم عمر اپنی امنگوں اور خواہشات، ضرورتوں اور کفالت کے لئے والدین پر انحصار کرتے ہیں۔تب بھی میرا ایمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اتنا ہی پختہ اور غیر متزلزل تھا جتنا زمین میں گڑا کوئی پہاڑ۔جب میری جیب میں آخری روپیہ، یا کوئی سکہ بچ جاتا، تو میں راستہ چلتے ہوئے اپنی پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر

اس روپیئے یا سکے کو تھام لیتا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہتا۔''اے کارسازِ جہاں! میری جیب میں بس یہ آخری سکہ بچا ہے۔ اگر یہ بھی خرچ ہو گیا تو پھر کیا کروں گا؟ اس سے پہلے کہ یہ بھی خرچ ہو جائے، اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں کچھ انتظام کر دے۔'' اور میرا پروردِگار کیا میری اتنی بات نہ مانتا؟ اور وہ بھی اس صورت میں کہ میں بڑی ہوشیاری سے اس کے محبوب کو وسیلے کے لئے درمیان میں لے آتا کہ اگر میری نہیں سنے گا تو اپنے اس پیارے محمد ﷺ کے وسیلے کا بھرم تو اسے رکھنا ہی پڑے گا۔ وہ اِلہ العالمین میری دعا قبول کرتا اور کبھی سکہ خرچ ہونے سے پہلے ہی یا خرچ ہونے کے فوراً بعد، کوئی لڑکا آتا اور میرے ہاتھ پر ساٹھ یا اسی روپیئے (یاد نہیں لیکن رقم ساٹھ اور اسی کے درمیان ہی ہوتی تھی) رکھتے ہوئے کہتا۔''سر! یہ لیجئے، دو مہینے کی ٹیوشن کی فیس! ابو کی تنخواہ رکی ہوئی تھی اس لئے نہیں دے پایا تھا۔'' اب بتائیے کہ اس معاشی قحط سالی کے بعد مجھے آج کے حساب سے وہ معمولی سی رقم کسی بادشاہ کے خزانے سے کیا کم لگتی ہوگی؟ یہ وہی دِن تھے جب مجھے بی۔ اے۔ سالِ دوم میں سالانہ امتحان کی فیس بھرنے کے لئے پینسٹھ روپیوں کی ضرورت تھی اور صرف دو دِن باقی تھے۔ گھر میں منع کر دیا گیا کہ میاں! بی۔ اے۔ کر کے کیا نوکری مل جائے گی؟ چھوڑو یہ چکر اور کام کرو۔ اس برس میں بی۔ اے۔ سالِ دوم کا امتحان نہیں دے سکا اور میرے تعلیمی سفر میں ایک برس کی مسافت اور بڑھ گئی۔ شائد اللہ یہی چاہتا تھا کہ میں کسی کا رہین منت نہ رہوں ورنہ اس کے لئے کیا بڑی بات ہے کہ وہ کوئی مادی وسیلہ بنا دے۔ چونکہ میں پرائیوٹ بی۔ اے۔ کر رہا تھا اس لئے اے۔ ٹی۔ کے۔ ٹی (Allowed To Keep Term) کی سہولت سے محروم تھا۔ یعنی غریبی میں آٹا گیلا، میں ۱۹۹۱ء میں بی۔ اے۔ ہو سکتا تھا لیکن دو سال مزید لگے اور میں بی۔ اے۔ ہوا ۱۹۹۳ء میں۔ اس لئے حالات کی یہی وہ بھٹی تھی جس میں تپ کر کندن بننا میرا مقسوم تھا۔ اور میرے ایمان کی یہی وہ نہج تھی جس پر چل کر قدم حسنین خان کو حسنین عاقبؔ کا روپ دھارتے ہوئے اس مقام تک پہنچنا تھا جہاں وہ آج کھڑا ہے۔ ان حالات میں شیطان بھلا اپنی حرکتوں سے کب باز آتا؟ وہ تو ولیوں اور نبیوں پر بھی اپنے سارے داؤ آزمانے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر

میاں عاقبؔ کس شمار میں تھے؟ ایک تو میں انگریزی پڑھاتا تھا، اس وقت سے جب میں بارہویں جماعت میں کامیاب ہوا تھا اور اپنی اولین ٹیوشن کے لئے اپنے گھر سے پی۔کے۔وی۔اسٹاف کوارٹرس تک سائیکل سے سات کلومیٹر دور دو بچوں کو پڑھانے جاتا تھا یعنی آمد و رفت ہو جاتی چودہ کلومیٹر! اور فیس ملتی کُل پینسٹھ روپئے! اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ انگریزی ادب ہمیشہ زیرِ مطالعہ رہتا۔ شیطان تو ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتا ہے اور فوراً ڈورے ڈالنے پہنچ جاتا ہے۔ میں نے انگریزی زبان و ادب کی صلاحیت رکھنے والے کچھ لوگ دیکھے ہیں جو اس مردود کے جال میں ایسے الجھے کہ پھر نکل نہیں پائے اور انگریزی زبان اور ادب کی بھول بھلیوں میں ایسے گم ہوئے کہ اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت تباہ کر بیٹھے۔ تو یہ جنابِ عزازیل، اللہ میاں سے اپنا بدلہ لینے کے لئے کئی بار میرے ایمان کے دروازے پر زور زور سے دستکیں دینے لگے۔ اور دیتے رہے۔ مجھے لالچ بھی کتنا خوبصورت اور میرے شعبہ دل چسپی سے متعلق دیتا تھا یہ کم بخت! کیا یہ اور کیا اس کی چالیں! مجھے سمجھاتا۔ ”میاں! کیا پڑا ہے ایسی زندگی میں؟ نِری تنگی اور عُسرت؟ تم اتنے ذہین اور ہوشیار، قابل اور باصلاحیت، تمہاری یہاں کیا قدر اور قیمت ہو رہی ہے؟ ساٹھ اور اسی روپیوں کے لئے چودہ کلومیٹر روز سائیکل سے حمالی کرتے ہو۔ ارے تم تو کہاں سے کہاں نکل جاؤ اگر میری ذرا سی بات مان لو!“ میں اس ملعون کے دِل کا راز لینے کے لئے مسکین سی صورت بنا کر اس سے پوچھتا ”اچھا تو بتا دیجئے کہ آپ کے پاس اس کا کیا علاج ہے؟“ وہ میرے جھانسے میں آجاتا اور اپنی تجویز پیش کرتا۔ ”دیکھو! غور سے سنو! تمہارا مذہب اور تمہارے ہم مذہب تمہیں کیا دے رہے ہیں؟ تمہاری ناقدری سے میں بہت دِل گرفتہ ہو جاتا ہوں۔ مجھ سے تم جیسے جینئس کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔ میں تمہارے لئے ایک کام کرتا ہوں کہ تمہیں عیسائی مشنری سے ملواتا ہوں۔ یوں بھی تم انگریزی زبان و ادب پڑھتے پڑھاتے ہو اور اس میں مہارت رکھتے ہو۔ یہ بات تمہارے حق میں جاتی ہے۔ یہ لوگ نہایت خوش دِلی سے تمہارا خیر مقدم کریں گے۔ تم بس ایک بار ان سے مل لو۔ وہاں تمہارے سارے معاشی مسائل بھی ٹرین کے نیچے آ کر خودکشی کرلیں گے اور تمہاری زندگی ایک ایسی خوش حال اور پُر وقار

زندگی ہوگی کہ تمہارے آس پاس کے تمام لوگ تم پر رشک کریں گے۔ بولو! کیا کہتے ہو؟ کروں بات ان لوگوں سے؟'' اب بتائیے، میں اور جینئس؟ ابھی تو نہیں ہاں کبھی مستقبل میں جینئس ہو جاؤں تو الگ بات ہے۔ یہ تو مجھے ابھی سے مسکہ لگا کر جینئس ہونے کا تصدیق نامہ دے رہا ہے! کیا جینئس ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس امتحان کی فیس بھرنے کو بھی پیسے نہ ہوں؟ خیر! تو یہ مردود مجھے ایسا چوہا سمجھ کر جو اپنے بِل میں چھپا ہوا ہو اور شدید بھوک کے عالم میں ہو، اسے باہر سے روٹی کا ٹکڑا نہیں بلکہ گھی کا پراٹھا دِکھا رہا تھا۔ حالانکہ اسے پتا تھا کہ میں اس نبی ﷺ کا امتی ہوں جس کے شکم پر دو دو، تین تین پتھر بندھے ہوتے تھے اور اللہ کے پیغام کی تبلیغ و ترسیل کی خاطر اس کے پائے ثبات میں ذرا سی بھی لرزش نہ آتی۔ میں اپنے نبی ﷺ کو شرمندہ کیسے کر سکتا تھا؟ میرا عشق تو اقبالؔ کی زبان اُدھار لے کر یہ کہتا تھا اور کہتا ہے کہ اے اللہ!

تو غنی از ہر دو عالَم، من فقیر
روزِ محشر، عذر ہائے من پذیر

تو اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

پھر میں بہ آوازِ بلند لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا اور اس ملعون کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے سورۃ الناس پڑھنے لگتا۔ جسے سنتے ہی یہ مردود شیطان اپنے سارے منصوبوں اور تجاویز سمیت جدھر اس کا منہ اٹھتا اس طرف بھاگ نکلتا۔ یہ میرے رب کا میرے ساتھ خاص کرم اور رحمت کا معاملہ رہا ہے۔ کہ ایسے کڑے لمحات اور ایسی امتحان کی گھڑیوں میں بھی مجھے اپنے ایمان پر ثابت قدم رکھا۔ اللہ ایسے تمام مومنین کی حفاظت فرمائے اس شیطان مردود کے ہتھکنڈوں سے۔ آمین، یارب العالمین! اسی ضمن میں میں آپ سے ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں کسی مقدس مقام پر ہوں جہاں خِلقت کا ایک گروہِ عظیم ایک سمت دوڑا جا رہا ہے اور میں بھی اس گروہ کا حصہ ہوں۔ سارے لوگ بے خودی کے عالم میں نہ جانے کس

طرف چلے جارہے ہیں۔ اِدھر میں بھی اپنے ہوش وحواس سے بے گانہ ہو کر، اپنی خرد کو عشق کے قدموں میں ڈال کر بے تحاشہ روتے ہوئے اور اپنی عبدیت اور محکومیت کا علی الاعلان اعتراف کرتے ہوئے، شانِ ربوبیت کو پکارتے ہوئے چلا جارہا ہوں کہ "لبیک ! الھمَ لبیک ! لا شریکَ لَکَ لبیک ۃ" اس خواب کی جزئیات میں مجھے بس اتنا ہی یاد رہا کہ میں اپنے رب کو پکارتے ہوئے، اس کے حضور اپنی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے، اس کی سمت دوڑتا چلا جارہا ہوں اور کوئی چپکے سے میرے کانوں میں کہہ رہا ہے کہ کاش! تیرا یہ خواب سچ ہو جائے۔ میری آنکھ سے گرتا ہر آنسو اللہ کے حضور جیسے گڑ گڑا کر کہہ رہا ہو کہ اے خالق دو جہاں! میرا وجود عَرَقِ انفعال سے زیادہ کچھ نہیں جو تیرے کَرَم کی آس میں یہاں آن موجود ہوا ہوں۔ دیکھ میرے پیچھے میرے کتنے بھائی بند قطار در قطار تیری رحمت کے منتظر ہیں۔ ہم سب محض حقیر سے قطرے نہیں ہیں، اس انسان کی ندامت اور شرمندگی کا اعتراف ہیں۔ ہمیں قبول فرمالے۔ تیرے علاوہ اور کوئی دربار ہے بھی تو نہیں جہاں ہم جائیں۔ تو غفار ہے۔ تو نے خود کہا ہے "لاتقنطو من الرحمۃ اللہ"۔ تو اب ہماری اس امید کا بھرم رکھ۔ اپنے نفس کی تطہیر کے اس گداز کے لطف اور مزے کو میں آج بھی جب آنکھیں بند کر کے محسوس کرتا ہوں تو پھر اسی منظر میں داخل ہو جاتا ہوں اور پھر وہی "لبیک ! الھم لبیک !" کی روح پرور صدا میرے وجود کے نہاں خانوں سے نکل کر میرے کانوں میں گونجنے لگتی ہے۔ اللہ کرے میرا یہ خواب، جس میں محسوس کیئے گئے گداز کو میں اپنا اب تک کا سرمایہ حیات سمجھتا ہوں، ایسا سچ ہو۔۔۔ ایسا سچ ہو، کہ بس۔۔۔۔ اس کی تعبیر کے بعد کسی اور خواب کی حاجت نہ رہے۔ آمین۔ یارب العالمین۔

حادثوں کا اور میرا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ چھوٹے موٹے حادثوں کے علاوہ یہ ناتواں ونزار سا دکھائی دینے والا جسم دو انتہائی جان لیوا اور مہلک سڑک حادثوں کا شکار بنا۔

پہلے حادثے میں میری سیدھی سادی سائیکل کی رفتار سے چلنے والی موٹر سائیکل کو ایک نہایت جسیم اور طاقتور موٹر سائیکل نے جس پر تین نشے میں دھت مہتر سوار تھے، ہوائی جہاز کی رفتار سے چلاتے

ہوئے آمنے سامنے کی ٹکر ماری جس نے میرے چہرے کو نشانہ بناتے ہوئے اس میں چار، بلکہ صرف آدھے چہرے میں چار سرجریوں کی گنجائش بنادی۔ یوں ایک اچھا خاصہ چہرہ دو حصوں میں بٹ گیا ہے میری طرف سے دیکھیں تو ناک کے دائیں جانب والا نصف پہلے جیسا اور متوسط طبقے کے صحت مند آدمی جیسا لگتا ہے جس پر عمر کی کہن سالگی کا اثر موسموں جیسا ہوتا ہے لیکن ناک کے بائیں طرف والا نصف کسی نودولتیے کی طرح یا محبوب سے روٹھی پھولی کسی حسینہ کے چہرے کی طرح تمتماتا رہتا ہے۔ پلاسٹک سرجری نے چہرے کو الحمدللہ، خوبصورت ہی رہنے دیا البتہ اچھی خاصی کھڑی ناک اب پھولی ہوئی لگتی ہے اور لوگ باگ بلاوجہ گمان کرتے ہیں کہ میں غصے میں ہوں۔ اوپری ہونٹ کٹ کر بائیں طرف ذرا نیچے ہوگیا ہے اور تھوڑا دبا دبا سا محسوس ہوتا ہے جسے کوئی نیا آدمی تو سمجھ نہ پائے گا۔ گالوں کے عضلات بلاوجہ کبھی کبھی متحرک ہوجاتے ہیں اور پھڑکنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی میں ڈر جاتا ہوں کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہوجائے۔ حالانکہ عضلات کی یہ حرکت مکمل غیر اضطراری ہے اور مجھے اس کا بالکل احساس نہیں ہوتا۔ بہر حال، یہ پہلا حادثہ تو یوں ہی چلا آیا جس کا محل بھی نہ تھا اس لئے اس کے بکھان کو کسی اور وقت اور کتاب کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ لیکن دوسرے حادثے کو اس مضمون کے موضوع سے نسبت ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل اور تذکرہ سُن لیجئے۔ تاریخی شہر اورنگ آباد سے واپسی کے وقت میرے سب سے چھوٹے برادر نسبتی نے گاڑی چلانے کی ضد کی۔ جیسے ہی صاف و شفاف ہائی وے شروع ہوا، اس نے ہائی وے کی چوڑی چکلی سڑک کو پُل صراط کے بجائے صراطِ مستقیم سمجھتے ہوئے رفتار کو سو سے نیچے نہ آنے دیا۔ اچانک ہماری بائیں طرف سے ایک دوسری کار ہماری کار کے برابر سے ہوتے ہوئے نکلی اور یہ جا وہ جا۔ اس سے ہماری گاڑی کو کوئی تکلیف نہ تھی لیکن ڈرائیور صاحب کے ذہن سے اچانک اپنے ماہر ہونے کا احساس محو ہوگیا اور انہوں نے نہ صرف گاڑی کے اسٹیرنگ کو بائیں جانب پورا پورا گھمادیا بلکہ حادثے سے بچ پانے کے ہر امکان کو سِرے سے خارج کرتے ہوئے ایکسلیریٹر پر پوری طاقت سے پیر رکھ دیا۔ اب کیا تھا! گاڑی زوئیں زَپ کرتی ہوئی ہوا میں اچھلی اور تین قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک سے تقریباً پانچ فٹ نیچے

ایک کھیت میں ٹوٹی پھوٹی حالت میں اس صورت سے براجمان ہوئی کہ اس کا سارا زور میری جانب تھا اور سارا بوجھ جیسے میری پشت نے سنبھال رکھا تھا۔ بفضل اللہ، بچے اور دیگر لوگ سلامت باہر آئے اور میاں حسنین عاقبؔ کو کھینچ کھانچ کر نکالا گیا۔ میرے سر پر بھی کچھ زخم لگے لیکن پیٹھ کی ہڈیاں یہ ضرب برداشت نہ کرسکیں اور اب بھی مسلسل تکلیف دیتی رہتی ہیں۔ اب آئیے اصل موضوع کی طرف۔ جب گاڑی ہوا میں تھی اور میرا ذہن تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، تو یہ فاصلہ چند لمحوں کا تھا۔ میرے سامنے موت واضح طور پر موجود تھی۔ بچنے کی کوئی امید نہیں تھی اور میں چونکہ سامنے کی نشست پر بیٹھا تھا اس لئے یہ بات مجھ سے زیادہ کون سمجھ سکتا تھا کہ منکر نکیر سے ملاقات میں اب گنتی کی چند گھڑیاں حائل ہیں۔ ایسے ہولناک لمحات میں میں نے اپنے آپ کو کہتے سنا۔ ''اے اللہ! تو بڑا کارساز ہے۔ اب میں تو تیرے دربار میں حاضر ہوا ہی چاہتا ہوں۔ لیکن میں تیرے آگے کس منھ سے آؤں کہ میرے پاس اعمال کے نام پر کچھ نہیں ہے۔ سارا دفتر خالی پڑا ہے۔ گناہوں کی طول طویل بیاضیں بھری پڑی ہیں اور نیکیوں کی پاکٹ ڈائریوں کے بھی کئی صفحات کورے ہیں۔ اب تو بس تیری مغفرت ہی کا آسرا ہے ورنہ میں تو کہیں کا نہیں رہوں گا۔'' اور واقعتاً میری زبان پر جاری تھا۔ ''**لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، اللھمَ صلِ علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد**'' یہ مجھ جیسے گنہگار کے لئے کیا کم بڑی بات تھی کہ اس نے اِن آخری لمحات کے گمان ہی میں سہی، میرے دل میں اپنا اور اپنے نبی ﷺ کا ذکر فروزاں کر دیا۔ میری زبان کو وحدت کے اقرار اور رسالت کی شہادت کی تکرار کی خاطر متحرک کر دیا ورنہ میں تو اپنے یقین اور ایمان کی حد تک اسے اپنا آخری سفر تصور کر رہا تھا اس لئے موت سے خوفزدہ نہ ہوتے ہوئے اگر میں اپنے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اپنے اعمال کو یاد کر رہا تھا، تو یہی میرے فہم اور ادراک و شعور کے لحاظ سے خاتمہ بالایمان کہلاتا ہے۔ یہ میرے رب کا خاص کرم رہا کہ اس نے مجھے اعمال کی ڈائری میں نیکیاں رقم کرنے کا موقع دے دیا ورنہ۔۔۔ ان آخری لمحات میں اس احساسِ ایمانی کی قوت کے ادراک کو میں اپنی حیات کا سرمایہ سمجھتا ہوں اور اسی احساس سے میرے جذبے کو تحریک ملتی ہے۔ الحمد للہِ رب العالمین۔

چلئے، اس واقعہ سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور اپنی بات کے موضوع سے دو بدو ہوتے ہیں۔

میرے مطالعے نے میرے وجدان کو نہ جانے کتنے صاف ستھرے، شفاف، مطہر اور پاکیزہ غلافوں کے اس پار دیکھنے کا حوصلہ بخشا۔ ان غلافوں کے نیچے جہاں مجھے اویسؓ قرنی، بلالِؓ حبشی، ابو دجانہؓ اور امِ عمارہؓ وغیرہم کا عشقِ محمد نظر آیا تو وہیں حسانؓ بن ثابت کی نعت گوئی، شرف الدین بصیریؒ کا قصیدہ بردہ، جلال الدین رومیؒ اور سعدی شیرازیؒ کی عقیدت کے درشن ہوئے۔ ذرا آگے دیکھا تو دیگر بزرگوں کے علاوہ اقبالؒ دکھائی دئے کہ جن کے آگے کوئی نامِ محمد ﷺ لیتا تو ان کی آنکھیں فرطِ عقیدت اور شدتِ عشق سے ٹپ ٹپ برس پڑتیں۔ یہاں جب میں بات کر رہا ہوں تو یہ علمی بلاغت کا کوئی فروعی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اپنے جذبات و عقیدت کے اظہار کا معاملہ ہے جس میں شعر گوئی نے خیال کے پیرہن کا قالب اوڑھنا ہے جسے نعت گوئی کہتے ہیں۔

میری نعت گوئی کے اصول:

میں نے اپنی نعت گوئی کے لئے مندرجہ ذیل اصولوں کو اپنی راہ نمائی کے لئے ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے رکھا ہے۔

۱۔ عقیدت

۲۔ عشق و محبت رسول ﷺ

۳۔ احترام و تقدیس

۴۔ شوکتِ الفاظ

۵۔ غلو، یاوہ گوئی اور کذب بیانی سے مکمل احتیاط و اجتناب۔ (میں نے اپنے ایک شعر میں اس بات کی تفہیم کی کوشش بھی کی ہے۔ شعر یہ ہے۔

؎ تم حدِ ادب رکھو، جب نعت کہو عاقبؔ شوخی نہ ذرا بھی ہو، اسلوب و اداؤں میں

ورنہ بہت سے شعراء اس رو میں ایسے بہہ جاتے ہیں کہ فن کو نکھارنے اور کچھ نیا کرنے کے چکر میں گستاخی کی حدوں کو چھونے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نعت کہہ کر

ہم تو اپنی عاقبت سنوار رہے ہیں۔)

۶۔ حرمت و ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لحاظ

۷۔ بیان کردہ واقعات کی صداقت کا ایقان

۸۔ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی

۹۔ پیغامِ رسالت کی ترویج پر ارتکاز

۱۰۔ نعت میں ظاہر کئے گئے خیالات میں شاعر کے اپنے اخلاص کا انعکاس۔

یہ وہ نکات ہیں جن کی روشنی میں میری نعت گوئی کا سفر رواں رہتا ہے۔

عشق کیا ھے؟

قرآن کہہ رہا ہے۔ **"یا ایھا الذینَ آمنو لا ترفعوا اصواتکم فوقَ صوت النبی و لا تجھروالہ بالقولِ کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ان الذین یغضونَ اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذینَ امتحن اللہ قلوبھم للتقوی۔ لھم مغفرۃ و اجرٍ عظیم۔**

(سورۃ الحجرات۔آیت ۳،۲)

یعنی: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اونچی آواز میں بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال غارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوی کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت ہے اور اجرِ عظیم ہے۔

یہ عشق ہے کہ ایک انسان ایک مومن بن کر جئے اور ایک مومن اپنے ایمان کو عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مزین کرکے ہی اپنی عقیدت کی معراج تک پہنچ سکتا ہے۔ اور عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تقاضہ عین یہی ہے جو مندرجہ بالا آیت بیان کرتی ہے۔

تاثیرِ عشق کیا ھے؟

قرآن کہتا ہے۔ ''النبی اولیٰ بالمومنینَ منِ انفسھم''۔
یعنی نبی ﷺ تو اہلِ ایمان کے لئے ان کی ذات پر مقدم ہیں۔(الاحزاب: ٦)
تشریحاً ایک مکالمہ سنئے۔

عمرؓ : یارسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ محبت ہے، سوائے اپنی جان کے۔

رسولِ عربیؐ : عمرؓ، تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک مجھ سے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ ہو۔

عمرؓ : الآن، یارسول اللہ! اب مجھے آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت ہے۔

رسولِ عربیؐ : الآن، عمرؓ! اب تم نے ایمان کے اس تقاضے کو پورا کیا۔

ابتدائے شعور ہی سے میں نے اپنے ایمان کو وحدتِ الٰہی کے ساتھ رسالتِ محمدی ﷺ پر استحکام کے ساتھ جمے پایا۔ میرا ایمان اس امر پر بھی ثابت قدم رہا ہے اور الحمداللہ، آخری سانس تک رہے گا کہ رسالت ہمیشہ وحدت کی انگلی تھامے رہتی ہے اور وحدت ہمیشہ رسالت کی مربی و مشفق اور سرپرست ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ یونسؑ جب اپنی امت سے ناراض ہوئے تو وحدتِ الٰہی نے تنبیہ کے بطور انہیں مچھلی کے شکم میں مہمان کرلیا۔ داوٗدؑ نے غلطی کی تو انہیں توفیقِ گریہ عطا کردی گئی۔ موسیٰؑ کی ناتوانی کو قوت و افتخار میں بدل کر انہیں فرعون کے مقابل کھڑا کر دیا گیا۔ ایوبؑ کو صبر کے ذریعے اور ابراہیمؑ کو آتش نمرود کے ذریعے آزمایا گیا۔ وحدت جب کرم پر مائل ہوئی تو اسی ابراہیمؑ کو دوست کا درجہ دے کر آتش نمرود کو اس کے لئے گلزار کر دیا گیا، یوسفؑ کو حسن دیا گیا اور عیسیٰؑ کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بخشا گیا۔ مگر بات جب محمد ﷺ تک پہنچی تو سارے تکلفات ختم کر دئے گئے۔ امام المرسلین ﷺ، خاتم النبین ﷺ قرار دیا گیا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ اے محمد ﷺ!

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا داری
آں چہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

اسی ذاتِ اقدس کی محبت سے مجھے بھی سرفراز کیا گیا ہے محمد ﷺ کے نام سے میرے دِل میں بھی گداز پیدا ہو جاتا ہے۔اسی تاثر کے تحت میرے تصور نے ایک دن مجھ سے اصرار کیا کہ میں اپنے اور اپنے اللہ کے محبوب، وجہِ خلق کائنات، محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ میں اب تک پیش کی گئی نعتوں پر تحقیق کروں اور بہ نفس نفیس اس سفر کو انجام دوں اور مختلف ادوار اور قرون سے شہادت لے آؤں اور قارئین کی خدمت میں حاضر کروں۔ یہ سنتے ہی میرے ادراک نے مجھ سے یوں مکالمہ شروع کر دیا۔

وہ : تم کون ہو؟

میں : حسنین عاقبؔ۔

وہ : کون حسنین عاقب؟

میں : میں ایک مسلمان اور ایک عاشق نبی ﷺ ہوں؟

وہ : اچھا! یہ بتاؤ کہ قصد کیا ہے؟

میں : نعتِ محمد ﷺ کے مختلف ادوار اور عاشقانِ نبی ﷺ کی عقیدت کی شہادت۔

وہ : تو اس کے لئے تمہارا فانی وجود، تمہاری یہ آب و گِل، تمہاری یہ خاکستری ہستی کام نہیں آنے والی۔اس کے لئے تمہیں اپنے تصور کا روپ اپنانا ہوگا۔تم صدیوں طویل فاصلوں کو پار کر کے اس پار نہیں جا سکتے جہاں تم ان عقیدت مندانِ محمد ﷺ کے عشق کی گواہی دے سکو۔ چلو، اُتارو اپنا یہ خاکستری لبادہ اور اپنے تصور کو اس کام کے لئے آزاد کر دو تا کہ وہ اس کام کا متحمل ہو سکے۔

میں : (میں اس بات پر قائل اور مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔) ٹھیک ہے۔جیسا آپ کا ارشادِ گرامی!

بس! یہیں سے میرا اپنا سفر ختم ہوتا ہے۔اب میں اپنے قلم کو اِذنِ قیام دے رہا ہوں۔میں جس کام کو انجام دینے کی قوت ہی نہیں رکھتا، اسے کرنے کی کوشش کیوں کروں؟ اس لئے میں نے اپنے تصور سے یوں گفتگو کی۔

میں : میاں تصور! ہمارے محترم اِدراک نے ہمیں یہ صائب مشورہ دیا ہے کہ نعت گوئی کے مختلف واقعات کی شہادت کے اجتماع کے لئے مختلف ادوار اور قرون سے شہادت حاصل کریں۔

میرا تصور : یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ بلکہ سعادت کی بات ہے۔

میں : لیکن میاں! تم تو جانتے ہی ہو کہ بقولِ حافظ شیرازیؔ

تو،و طوبیٰ ،و ما و قامتِ یار
فکرِ ہر کس، بہ قدرِ ہمت اِوست

یہ سعادت تو تمہیں حاصل کرنی ہے۔ میں تو زمان و مکان کے فاصلے طے کرنے سے رہا۔ البتہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

میرا تصور : جی ہاں! سہی کہا آپ نے۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو میں انکار بھی کر دیتا لیکن یہ تو میرے لئے باعث اِفتخار ہے کہ میں اس مبارک و مقدس کام کو سرانجام دوں۔ اچھا تو پھر میں چلوں اپنے سفر پر؟ اجازت دیجئے!

میں : ہاں، ٹھیک ہے، تم فوراً روانہ ہو جاؤ اس سفر پر، کہیں دیر نہ ہو جائے۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو!

میرا تصور : جی، فی امان اللہ!

اس مکالمے کے بعد میرا تصور اپنے سفر پر نکل پڑا اور میں دعاؤں میں لگ گیا کہ اللہ اسے کامیاب و کامران کرے۔ اور جس کام کی انجام دہی اس کے ذمہ آن پڑی ہے، وہ اس میں احسن طریقے سے پورا اُترے۔ اس سے آگے اب میں آپ سے گفتگو کا تحمل نہیں رکھتا کہ اس سفر کی پوری روداد آپ میرے تصور کی زبانی ملاحظہ کریں، میں درمیان میں حائل نہیں ہونا چاہتا۔ اللہ کرے میں اور آپ تمام اللہ کی امان میں رہیں اور اس کے رسول ﷺ کی شفاعت سے مشرف ہوں تا کہ نجات اُخروی حاصل ہو جائے۔ آمین، یارب العالمین!

ناقۂ خیال

میں تصور ہوں : حسنین عاقبؔ کا تصور اور میں اس بات کا متحمل ہوں کہ وقت کے کسی بھی دور، کسی بھی قرن اور عہد سے گزر سکوں۔ میں نے مندرجہ بالا کام، بلکہ ذمہ داری کو اپنے لئے لازم کرلیا ہے اور اب اسی کے لئے وقف ہوں کہ یہ پاکیزہ اور مقدس فریضہ انجام دے سکوں۔ آئیے، میں آپ کو بھی ان تمام واقعات اور وقوعات کی روداد براہِ راست بتا سکوں جس کی شہادت میرے ذمہ ڈالی گئی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ سب سے پہلے محمد ﷺ کے خاندان والوں سے اس کی تعریف سنوں کہ یہ اپنے قبیلے کے اس صادق و امین شخص کے بارے میں کیسی عقیدت رکھتے ہیں۔ میں نے سب سے پہلے محمدِ عربی ﷺ کے گھر سے اس کام کی ابتداء کی۔

میں چپ چاپ، دَم سادھے، ایک طرف کونے میں کھڑا ایک عجیب وغریب منظر دیکھ رہا ہوں۔

یہ عرب کا شہر مکہ ہے۔ قبیلۂ قریش ایک جگہ جمع ہیں۔ سارے لوگ ایک قافلہ کے آس پاس کھڑے ہیں۔ یہ قافلہ ملکِ شام کو جارہا ہے جسے اس شہر کی ایک متمول اور معزز خاتون خدیجہؓ نے بھیجا ہے۔ یہ تو محض ایک قافلہ ہے لیکن اس کو الوداع کہنے کے لئے قریش کے اتنے سارے لوگ کیوں جمع ہیں؟ ہاں، یہ اس لئے جمع ہیں کہ ان کے درمیان کا ایک انتہائی خوبصورت، نیک، خوش خصال، ہمدرد، مہربان، صادق، امین اور محبوب نوجوان بھی اس قافلے میں جارہا ہے اور قبیلے کے سارے لوگ اُسی کو الوداع کہنے یکجا ہوئے ہیں۔ سب اپنے اپنے طور پر اس سے اپنی یگانگت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس نوجوان کا نام محمد ﷺ ہے جس کی عمر ابھی محض ۲۴ برس ہے۔ اس کے ایک چچا جو اس بھیڑ میں بڑی محبت سے اس نوجوان کو نہارتے ہوئے دیکھ رہے ہیں جن کا نام نامی عباسؓ ہے۔ دفعتاً اپنے تاثر کا اظہار کرتے ہوئے کہہ اٹھتے ہیں۔

ؔ یــا مخجـل الشــمس و البــدر المنــیر اذا
تتبسمالشـغر لســمع الــبرق منــہ اصــنا
ؔ کَــمَ معجــزات رِ اینــا منــک قــد ظھــر ت
یــا ســید ذکــر ہ یشــفی بــہ المر ضــیٰ

(اے آفتاب اور بدرِمنیر کو اپنے جمال سے شرمندہ کرنے والے! تو جب مسکراتا ہے تو برق سی لہرا جاتی ہے۔ہم نے تجھ سے بہت سے معجزات دیکھے ہیں۔اے سردار! تیرا ذکر بیماروں کو شفا دیتا ہے۔)

میں سوچتا ہوں کہ ایسی کیا بات ہے اس نوجوان میں کہ اس کے باپ کا بھائی اس کے تعلق سے اتنا خوش گمان ہے، اس سے اتنی اُنسیت رکھتا ہے کہ جب وہ بلوغت کو بھی پہنچ چکا تو بھی وہ اس سے ایسی محبت کرتا ہے؟

یہ اس شخص کی پاکیزہ خصالی ہی ہو سکتی ہے۔ورنہ کوئی بتائے کہ جہاں بھائی بھائی میں نہ بنتی ہو وہاں بھائی کے بیٹے سے یہ محبت چہ معنی دارد؟

اس نوجوان کو آگے چل کر نبی ہونا لکھا تھا۔ یہ تو انسان تھے، گوشت پوست کے انسان، خاک کے پتلے جو اس سے محبت کرتے تھے۔اس سے تو خالق بھی محبت کرتا تھا جس نے اس کو، اور اس کائنات کو اور ہر ایک ذرے کو بنایا ہے۔ پھر اس کے کیا کہنے۔اور یہ اشعار جو عباسؓ کی زبان سے نکلے تھے، میری دانست میں نعت گوئی کی تاریخ کے سب سے پہلے اشعار تھے۔اور پھر محمد ﷺ کی تعریف کرنے کو ایک الگ شعری صنف کا درجہ مل گیا۔اسے نعت کہا جاتا ہے۔یہ میری خوش نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ میری تقدیر میں نعت گوئی کے ایسے ایسے لمحات کی شہادت لکھی گئی ہے جس کی روداد میں آپ کو اس مضمون میں سنانے والا ہوں کہ جن میں محمد ﷺ کے حضور ان کے کچھ عاشقوں کو نعت گوئی کا شرف حاصل ہوا۔اور میری بات مانیں، تو میں ان لمحات کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں۔

میں ذرا آگے بڑھا تو دیکھا کہ اب یہ نوجوان ایک پختہ عمر شخص میں تبدیل ہو چکا ہے اور

اپنے رب کے دین، دینِ اسلام کی تبلیغ میں جی جان سے لگا ہوا ہے۔اب وہ محض قریش کا ایک شخص نہیں ہے بلکہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی امت کا نجات دہندہ ہے۔اب یہ ہزاروں آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب و نظر کا سکون ہے۔یعنی یہ ہیں محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے نام پر لاکھوں پروانے اپنی جان ہنسی خوشی قربان کرنے کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک چچا جو آپ سے محبت تو بے انتہا کرتے ہیں لیکن اللہ کی جانب سے توفیق ایمان مقسوم میں نہیں ہے، اپنے بھتیجے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔میں نے اس سے پہلے ان کے ایک اور چچا عباس ؓ کی بات بھی آپ سے کی ہے۔یہ بھی ان ہی کی بات ہے اور ان کا نام ابو طالب ہے۔یہ اپنے بھتیجے کی طرف دیکھ رہے ہیں اور نہ جانے کیا سوچ رہے ہیں۔میں سمجھ گیا کہ یہ صاحب بھی اپنے تصور سے کام لے رہے ہیں اور ان کا تصور برسوں پیچھے کے طرف دوڑ رہا ہے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن تھا اور وہ اپنے انہی چچا کے ساتھ، ان کا ہاتھ تھامے کعبہ میں کھڑے ہیں۔یہ وقت انتہائی کڑا ہے کہ مکہ میں قحط پڑا ہوا ہے اور بارش کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ابو طالب اپنے اس بھتیجے کی طرف دیکھتے ہیں اور اللہ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا حوالہ دے کر دعا کرتے ہیں۔اور پھر قدرت میکائیل کو حکم دے دیتی ہے کہ وہ بادلوں کو برسنے کا اشارہ کریں۔ابو طالب کو اتنے برس بعد جب یہ یاد آتا ہے تو ان کی زبان پر فوراً یہ شعر آجاتا ہے جو اُس وقت کی عکاسی کرتا ہے جب ممدوح کم سن تھا۔ابو طالب کہتے ہیں۔

وابیض سیتسقیٰ الغمام بوجہ　ے

ثمال الیتامیٰ عصمتہ للارامل

(وہ روشن چہرے والے جن کے تابناک روئے اقدس کے صدقے سے

بادلوں سے پانی مانگا جاتا ہے ہو یتیموں کے والی اور بیواؤں کی پناہ ہیں۔)

عبد المطلب کے صاحب زادوں میں ایک اور نام ایسا ہے جو قریش کا جانا مانا فرد تھا۔جس نے ابتداء میں اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن جب اسلام لایا تو اس دین الہیٰ کو ایسی تقویت ملی کہ دیگر عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلوب کو طمانیت میسر ہوگئی۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چچا جن کا نام حمزہ ؓ تھا، بھی اپنے دوسرے بھائیوں یعنی ابو طالب اور عباس ؓ کی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا چاہت کرتے تھے۔میں نے دیکھا کہ ایک

دن اپنے اسلام لانے کے بعد حمزہؓ اپنے بھتیجے سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوئے۔

حمدت اللّٰہ حین حدیٰ فؤادی
الی الاسلام والدینِ الحنیف
لِدین جاءِمن رب عزیز
خبیر بالعباد بھم لطیف
اِذا تلیب رسائله علینا
تحدر دمع ذی اللب الحسیف
واحمد مصطفی فینا مطاع
فلا تغشوه بالقول العنیف
فلاد اللّٰہ نسلمه لقوم
ولما نقض فیھم بالسیوف

(میں نے خدا کی حمد کی جب اس نے اسلام اور دین حنیف کی راہ دکھائی۔ وہ دین جو بندوں پر لطف فرمانے والے اور انکی خبر رکھنے والے رب عِزیز کا ہے۔ جب اس کے پیغام ہمیں سنائے گئے تو عقل والوں کے آنسو رواں ہو گئے۔ احمد مصطفی ہمارے درمیان فرمانروا ہیں تو ان کے حضور سخت کلامی سے نہ پیش آؤ۔ خدا کی قسم! ہم انہیں مخالفین کے سپرد نہیں کریں گے۔ ابھی تو ہم نے ان کے درمیان تلواروں کا فیصلہ بھی جاری نہیں کیا ہے۔)

میں حیران ہوں کہ کیا کہوں اور اگلی نسلوں اور اگلے قرون کو کیسے بتاؤں گا کہ اس شخص پر اس کے اپنے کیسے اپنی جان لٹانے کو اپنی ہستی کا حاصل سمجھتے تھے۔ مگر ہاں! میں نے یہی دیکھا اور اسی کی شہادت آپ کو دے رہا ہوں۔ یہ وہی چچا ہیں جن کا کلیجہ جنگِ اُحد میں ہندہ نے چبا کر تھوکا تھا اور اس شیرِ اسلام کے جسم کے اعضاء کا مثلہ کیا تھا۔ اور عشق کا کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے؟ جب نبیؐ اکرمؐ کے تقریباً تمام مومن چچا اپنے بھتیجے کی نعت کہہ سکتے ہیں تو پھر ان کی پھوپی کیسے پیچھے رہ سکتی

ہیں۔ یہ محترم پھوپی ہیں، صفیہ بنت عبدالمطلبؓ۔ میں کیا کہوں کہ یہ کیسی جری اور بہادر خاتون ہے۔ آپ خود اس خاتونِ آہن کی داستان پڑھیئے گا، میں کچھ نہیں کہوں گا۔ فی الحال آپ محمد ﷺ کی پیاری پھوپی کے اپنے عظیم بھتیجے کی شان میں کہی گئی یہ نعت سنئے۔

الا یا رسول اللّٰہ کُنتَ رجاء نا
و کُنتَ بنا برد لم تک جا فیا
و کنتَ رحیما ھادیا و معلما
لبیک علیکَ الیومَ مز کانَ با کیا
فدا الرسول اللّٰہ امی و خالتی
و عمی و آبائی و نفسی و مالیا

(یارسول اللہ! آپ ہماری امید اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے، بدسلوکی والے نہ تھے۔ آپ مہربان، راہنما اور معلم تھے۔ آج آپ پر روئے وہ جو رونے والا ہو۔ میری ماں، میری خالہ، میرے چچا، میرے آباء واجداد، میری جان ومال سب کچھ رسول اللہ پر قربان ہوں۔) میں تو حیران ہوں کہ اس نبیؐ کو اپنے ہی خاندان میں اتنے اور ایسے شدید چاہنے والے ملنا اپنے آپ میں خود ایک معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

میں ذرا اور آگے بڑھا تو احترام اور حیا نے میرے پاؤں پکڑ لئے۔ یہ تو محمد ﷺ کا گھر ہے۔ میں کیسے اس میں داخل ہو سکتا ہوں؟ یہاں تو فرشتے بھی بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتے، پھر میں تو محض ایک عام انسان، بھلے ہی وہ حسنین عاقبؔ جیسا عاشق نبی ﷺ ہی کیوں نہ ہو، اس کا تصور محض ہوں۔ لیکن میں نے تمام احتیاط اور ادب، لحاظ اور تقدیس کے ساتھ آواز سنی۔ ارے! یہ تو ہم سب مومنوں کی ماں، دین اسلام کی ایک عالمہ اور کئی احادیث کی راویہ، ابوبکرؓ کی صاحبزادی اور آپ ﷺ کی نہایت محبوب زوج حضرتِ عائشہؓ ہیں۔ سبحان اللہ! کیا کہہ رہی ہیں، ذرا میں سنوں اور آپ کو بھی سناؤں۔ اوہو! اللہ اللہ! کیا شانِ رسالت ہے کہ محبتوں کی رازدار بیوی تعریف میں یوں گویا ہے۔

ے
فلو سمعوا فی مصر اوصاف خده
لما بذ لوا فی سوم یو سف من نقد

لواحی زلیخا لو رائن جبینه
لآ ثرن بالقطع القلوب علی الا یدی

(اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسارِ مبارک کے اوصاف اہلِ مصر سن پاتے تو جنابِ یوسفؑ کی قیمت لگانے میں سیم وزر نہ بہاتے۔ اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی جبینِ انور دیکھ پاتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دِل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔)

میں درود پڑھتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھتا ہوں کہ ابھی عشق کی اور منزلوں کی گواہی بھی مجھے جمع کرنی ہے۔ لیکن ابھی زیادہ آگے نہیں بڑھا تھا کہ اندرونِ خانہ ہی سے ایک اور آواز آئی۔ یہ آواز ایک بیٹی کی آواز تھی جو اپنے پیارے والد کی مدحت بیان کر رہی تھی۔ یہ کون ہے؟ سبحان اللہ! یہ تو خاتونِ جنت ہے، فاطمۃ الزہرہؓ ہے جو یوں اپنے باپ کی سیرت کا ذکر کر رہی ہیں۔

ے
ما ذا علیٰ من شم تر بۃ احمدؐ
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
مُتَبت علیٰ مصائب لوأ نها
مبت علی الایام مسرن لیا لیا

(جس نے قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر کے گراں قیمت عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں۔ یعنی میرے لئے وہی خوشبو کافی ہے اور کسی اور خوشبو سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دِن پر ٹوٹتے تو وہ رات بن جاتی۔)

رسولِ آخر کی یہ بیٹی اپنے باپ سے ایسا عشق کرتی تھی کہ کوئی اور بیٹی کیا کرے گی۔ کفارانِ مکہ دورانِ نماز جب اس پیاری بیٹی کے باپ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دیتے تو یہی بیٹی روتے ہوئے انہیں سارے رشتے یاد دِلاتی، پھر بھی ان کا دل نہ پسیجتا تو ان سے پوچھتی کہ کیا میرے باپ کی ساری عمر کی اچھائیوں کا یہی صلہ ہے؟ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایسے شفیق باپ کے دنیا سے

رخصت ہونے کے بہ مشکل چھ مہینے بعد ہی یہ بیٹی بھی جنتی خواتین کی سرداری کے لئے سفر پر نکل پڑیں اور اپنے نبی ﷺ باپ کی پیشن گوئی کو پورا کیا۔

اب میرا رخ نبیؑ اکرم ﷺ کے ایک ایسے دوست کی طرف تھا جس کے بارے میں آپ ﷺ نے خود کہا تھا کہ اس کے علاوہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں۔ یہ دوست غارِ ثور میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، اور محمد ﷺ کے عقدِ نکاح میں اپنی بیٹی کو دے کر اس دوستی کو رشتے داری میں بھی بدل چکا تھا۔ اس دوست کو ابوبکرؓ کہا جاتا ہے۔ اور اب یہی ابوبکرؓ جسے مسلمانوں کا پہلا خلیفۂ راشد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، کہہ رہا ہے۔

لما رأیت نبینا متجندلا
مناقت علی بعرضهن الدور
فار تاع قلبی عندذا لک لهلکه
والعظم منی ما حییت کسیر
یالیتنی من قبل یهلک صاحبی
غیبت فی جدثٍ علی صخور

(جب میں نے اپنے نبیؐ کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت
کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔ اس وقت آپؐ کی وفات سے میرا دِل لرز
اٹھا اور زندگی بھر میرے ہڈی شکستہ رہے گی۔ کاش! میں اپنے آقاؐ کے
انتقال سے پہلے قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا اور مجھ پر پتھر ہوتے۔)

کیسی شدت کی دوستی ہے یہ! اور کیا جذبات ہیں! کیا اِس دور یا پھر کسی بھی دور میں ایسی دوستی کی مثال آپ نے دیکھی ہے؟ میں نے تو نہیں دیکھی۔ خیر! آئیے، میں اپنا کام کروں کہ تبصرہ کرنا میرا کام نہیں ہے۔ اب مجھے مکہ کی گلیوں میں وہ شخص دکھائی دے گیا جو کبھی شمشیر لے کر محمد عربی کو تلاش کر رہا تھا اور اسی وقت، بلکہ انہی لمحات میں اس کی اپنی بہن اور بہنوئی کلامِ الٰہی سے اپنی سماعتوں کی تطہیر کر رہے تھے۔ یہ شخص تھا خطاب کا بیٹا عمرؓ۔ جس کے حق میں نبیؑ آخر ﷺ کی دعا کو پروردگار نے شرفِ قبولیت عطا کیا۔ پھر تو میں نے عمرؓ کو یہ کہتے بھی سنا کہ اگر کوئی یہ کہے گا کہ محمد ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جا

چکے ہیں تو میں اس کا کام تمام کردوں گا۔ یہی عمرؓ اپنے ممدوح ﷺ کی محبت میں کہہ رہا ہے۔

ے

وقد بدأ فكذ بنا فقال لنا

صدق الحديث نبي عنده الخبر

وقد ظلمت ابنة الخطاب ثم هدى

ربي عشية قالوا قد صبا عمر

لما دعت ربها ذا العرش جاهدة

والدمع من عينها عجلان يبتدر

فقلت اشهد أن الله خالقنا

وأن احمد فينا اليوم مشتهر

نبي صدق اتىٰ بالحجة من ثقة

وافي الامانة ما في وعدهُ خور

(میں نے بنتِ خطاب (یعنی عمرؓ کی بہن فاطمہ) پر زیادتی کی، پھر میرے رب نے اس شام کو مجھے ہدایت دی، جب لوگوں نے کہا کہ عمرؓ آبائی دین سے نکل گیا ہے۔ اور جب اس نے دل سوزی سے اپنے رب کو پکارا اور اس کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے رواں تھے۔ تو میں نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق ہے اور احمد مجتبیٰؐ آج ہمارے درمیان مشہور و متعارف ہیں۔ کہ وہ سچے نبیؐ ہیں جو مستند دلیل و برہان لائے۔ اور وہ امانت دار ہیں۔ ان کے وعدے کمزور نہیں۔)

یہاں عمرؓ اس واقعہ کو بیان کر رہا ہے جب اس نے اپنی بہن کو اس بات پر مارا کہ وہ اسلام کیوں لے آئی۔ پھر یہی واقعہ اسے دارِارقم لے گیا جہاں اسے آتا دیکھ حمزہؓ نے کہا کہ اگر عمرؓ اچھے ارادے سے آیا ہے تو ٹھیک ورنہ میری یہ تلوار اس کا فیصلہ کر دے گی مگر عمرؓ کی تقدیر اس پر مسکرا رہی تھی۔ اسے تو محمد ﷺ کی دعا نے آغوشِ الوہیت میں پہنچا دیا۔

اب میرا رخ مکہ کی اس گلی کے طرف تھا جہاں عرب کا وہ شخص رہتا ہے جس سے حوریں بھی

شرماتی ہیں۔شرم وحیا کا پیکر، غِنا سے متصف اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رسولِ عربی ﷺ کا داماد۔اور داماد بھی ایسا ویسا نہیں بلکہ ایسا داماد جو ذوالنورین کہلایا یعنی جسے یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے عقدِ نکاح میں محمد ﷺ کی دو دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں اور جب آپ ﷺ کی دوسری صاجزادی کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے اس داماد سے کہا کہ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو اسے بھی میں تم سے بیاہ دیتا۔ جی ہاں، آپ درست سمجھے، یہ عفان کے بیٹے عثمانؓ ہیں۔ان کے نصیب میں نبی ﷺ کے بعد مسلمانوں کا تیسرا خلیفہ ہونا تو لکھا ہی تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ شہادت بھی لکھی تھی۔میں نے دیکھا کہ یہی عثمانؓ اپنے آقا اور رسولِ اکرم ﷺ کی مدحت یوں کر رہے ہیں۔

ؔ رسول عظیم الشان یتلو کتابه
لهُ کل من یبغی التلاوة و امِق
محب علیه کل یومِ حلاوة
و ان قولا فا لذی قال ِ صادِق

(وہ عظیم المرتبت رسولؐ اپنی اس کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں جسے
جس نے بھی پڑھنا چاہا، اس کا عاشق ہوگیا۔وہ محبوب ہیں، ان پر ہر روز
حلاوت وتازگی ہے اور اگر وہ کوئی بات کہیں تو یقیناً وہ سچی ہے۔)

چلئے، اب آگے بڑھتے ہیں۔ چچا کے بعد میں نے محمد ﷺ ہی کے خاندان کے ایک اور فرد کو دیکھا جو ان کے ایک چچا، ابو طالب کا بیٹا اور محمد ﷺ کا داماد ہے۔جس کا نام علیؓ ہے۔میں نے دیکھا کہ جب نبوت کا اعلان ہوا تو یہ علیؓ ابھی صرف ایک لڑکا تھا لیکن قریش کے تمام لڑکوں میں علیؓ نے سب سے پہلے محمد ﷺ کے الوہی پیام پر لبیک کہا اور اسلام میں داخل ہوگیا۔یہی علیؓ آگے چل کر محمد ﷺ کے داماد اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ بنے۔میں نے علیؓ کو ایک محفل میں محمد ﷺ کی تعریف میں کہتے سنا۔

ؔ فامسیٰ رسول الله قد عز نصره
و کانَ رسول الله ارسل با لعدل

فجاء بفرقان من اللّٰه منزل
مبینة آ یا ته لذوی العقل
فـآمن اقـوام بـذالـک ایقنـوا
فامسوا بحمداللّٰه مجتمعی الشمل
وانکـراقـوام فزاغـت قلـوبهم
فزادهم ذوالعرش خبلاء لمی خبل

(رسول اللہ کی تائید ونصرت زوردار ہوگئی اور آپ عدل وانصاف کے ساتھ مبعوث کئے گئے تھے۔وہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ فرقانِ حمید لیکر آئے جس کی آیات اربابِ دانش کے لئے روشن وواضح ہیں۔تو اس پر بہت سے لوگ ایمان لائے اور اس کا یقین کیا جس کی وجہ سے وہ بحمدہٗ تعالیٰ مربوط ہوگئے۔اور کچھ لوگ اس سے منکر ہوئے تو ان کے دلوں میں کجی آگئی اور ربِ عرش نے بھی ان کی تباہیوں میں اضافہ کردیا۔)

آپ ﷺ کا یہ قول بھی مشہور ہے کہ علیؓ علم کا دروازہ ہے۔یہی علیؓ فاتحِ خیبر بھی ہے اور حسنین کا باپ بھی۔اور ایک شہید بھی۔علیؓ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے راضی اور اللہ علیؓ سے راضی۔

میں حیرانی سے ان انصاریوں،قریشیوں اور مختلف قبائل عرب سے تعلق رکھنے والے ضدی طبع اور زمانۂ جہالت میں اکھڑ مزاج رکھنے والوں کی اپنے رسول ﷺ سے محبت اور دیوانگی کی حد تک محبت کے نظارے کررہا ہوں۔اور سوچ رہا ہوں کہ کیا کہوں ایسے جذبے کو اور کیا نام دوں؟ میں وہاں سے نکل کر احد کے میدان میں پہنچا جہاں اس شمعِ فروزاں کے پروانے دیوانہ وار اس پر اپنی جان قربان کرنے کو سعادت سمجھ رہے ہیں۔ایسے میں اس شمعِ رسالت کے ایک پروانے کعب بن مالکؓ کو میں نے دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کو والہانہ دیکھے جارہا ہے۔حضرت کعب بن مالکؓ نے غزوۂ احد کے موقع پر محمد ﷺ کے جلوؤں کو بچشمِ خود دیکھا ہے اور جو دیکھا،اسے منظر بہ منظر یوں بیان کیا۔

فینـا الرسـول شـهاب ثـم یتبعـه ے
نـورمضی لـه فضل علـی الشهب

(ہمارے درمیان آپؐ ایک روشن ستارے کی طرح ہیں جس سے ایک روشنی کی کِرن نکلتی ہے جو سب کو روشن کر دیتی ہے اور دوسرے تمام ستاروں کو بھی روشنی بخشتی ہے۔)

وہیں ایک اور عاشق، صاحبِ جود و کرمؐ کا ایک اور دیوانہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں قصیدہ خواں ہے اور اس قصیدہ کو خود یہ جمیل الشیم ﷺ سن کر خوش ہو رہا ہے اور پھر اس عاشق کی طرف اپنی رِدائے مقدس پھینک کر اسے ایک بے انتہا بیش قیمت تحفے سے نواز رہا ہے۔ یہ ہے کعب بن زہیر۔ حضرت کعب بن زہیرؓ وہ ہستی ہے جو اپنی اسلام دشمنی کے لئے جانے جاتے تھے۔ لیکن جب نسیم ہدایت کے جھونکے نے ان کے دِل کو گدُ گدُایا تو نبی ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا۔ ان کا یہ شعر جو ان کے مشہور نعتیہ قصیدے 'بانتَ سعدُ' سے ماخوذ ہے اور میں نے دیکھا کہ اس شعر پر آپ ﷺ نے اصلاح فرمائی اور سیف الھند کی جگہ سیف اللہ رکھوایا۔

؎ اِن الرسول لِنور سیتضاءُ بہ
مھند مِن سیوف الھند مسلول

(جو بعد میں آپ ﷺ نے 'سیوف اللہ' سے تبدیل کر دیا) بے شک رسول اللہ ﷺ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔)

میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس قصیدہ کو سن کر کعبؓ کو اپنی چادرِ مبارک عنایت کی۔ (اس لئے اس قصیدے کو 'قصیدہَ برُدہ' بھی کہا جاتا ہے۔) پھر ایک سمت نظر اٹھاتا ہوں تو پاتا ہوں کہ ایک اور عاشق اپنی باری آنے پر نعتیہ اشعار کی سوغات پیارے رسول ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہے۔ یہ ہے کون؟ اوہو! ان میں نے جانا کہ یہ تو مالک بن عوفؓ ہیں۔ جو کہہ رہے ہیں کہ۔

؎ ما اِنُ رأیت ولا سمعت بمثلہ
فی الناس کلھم بمثلِ محمد
ادنی واعطی للجزیل اذا اجتدی
ومتی تشاء یخبرک عمانی غد

(سارے انسانوں میں محمد ﷺ جیسا کسی کو نہ دیکھا اور نہ سُنا۔ جب ان سے مانگا جائے تو خوب دیتے ہیں اور تم جب چاہو وہ تمہیں آئندہ کی خبر دے دیں۔)

میں اب یہ دیکھ رہا ہوں کہ محمد ﷺ اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں۔اور عرب، سارا عرب، وہ عرب جو کبھی ان کی جان کے درپے تھا، اب ان کے ہجر میں بے حال ہے۔ میں سُن رہا ہوں کہ محمد ﷺ کو اپنے درمیان ہمیشہ کی طرح نہ پا کر یہ لوگ خود کو کیسے مغموم اور محروم محسوس کر رہے ہیں۔ ایک شخص، ہاں، کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ ابوسفیان بن حارث ؓ ہیں، اہلِ عرب کے جذبوں کو یوں زبان دے رہے ہیں کہ

لقد عظمت مصيبتنا وجلت
عشية قيل قد قبض الرسول
فقد نا الوحی و التنزيل فينا
يروح به و يغد و جبرئيل
نبی كان يجلو الشک عنا
بما يو حی ، اليه و ما يقول
و يهد ينا فلا نخشی منلا لا
علينا و الرسول لنا دليل
أ فاطم ! ا جز عت فذاک عذر
و ان لم تجز عی زاک السبيل
فقبر ابيک سيدِ كُل قبر
دفيه سيد الناس الرسول

(اس شام ہم پر بڑی مصیبت آئی جب کہا گیا کہ رسولؐ وفات پا گئے۔ وحی و تنزیل جسے جبریل صبح و شام لاتے تھے، ہم اس سے محروم ہو گئے۔ وہ نبیؐ خدا کی وحی اور اپنے اقوال سے ہمارے شکوک دور فرماتے تھے۔ اور ہماری رہبری کرتے تھے۔ تو جب کہ خود رسولؐ ہمارے رہبر و رہنما ہیں، ہمیں اپنے او پر گمراہی کا خوف نہ ہوتا۔ اے فاطمہ ؓ ! آپ روئیں تو معذور رہیں اور نہ روئیں تو یہ بھی بہتر راہ ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کی قبر ہر قبر کی سردار ہے اور اس میں انسانوں کے سردار، رسولِ باوقارؐ آرام فرما ہیں۔)

کیسی محبت ہے اور کیسے پاکیزہ جذبات ہیں۔ اللہ اللہ!

میں سوچ رہا ہوں کہ کیسے خوش نصیب لوگ ہیں یہ کہ جنہیں رسالت پناہ میں نعت خوانی کی سعادت مل رہی ہے۔ سچ ہے۔

ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور حسان بن ثابتؓ کی خوش نصیبی اور سعادت کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ انہیں آپ کے حضور، روبرو نعت پیش کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حسانؓ خود اپنی زبانی کہتے ہیں۔ ''ما اِنَ مدحت محمداً بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بحمد ''یعنی میں نے اپنے کلام سے محبوبِ رب العالمین ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے کلام کو آپ کی مدحت سے قابل قدر بنایا ہے۔ حسانؓ کے نعتیہ قصیدے کے دو اشعار ایسے ہیں جنہیں سن کر آپ ﷺ نے حسانؓ کو دو مرتبہ جنت کی بشارت دی۔ ان کا پہلا شعر یہ ہے۔

هجوت محمدﷺ افا جبت عنه
وعند اللّٰه فی ذالِکَ الجزاء

اس شعر کو سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ جزاک عند اللّٰه الجنت یا حسان۔

حسانؓ کا دوسرا شعر یہ ہے۔

فاِنَ ابی ووالدہُ وعرضی
لعرضِ محمدﷺ من کم وقاء

(میرے باپ اور ان کے والد اور میری عزت آپؐ کی عزت پر قربان اور تم دشمنوں کے مقابلے میں یہ ڈھال ہے۔)

یہ شعر سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ وقال اللّٰه حرا النار۔ اب حسانؓ کی خوش نصیبی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ جسے محمد ﷺ دو مرتبہ جنت کی بشارت دے دیں۔ پھر تو حسانؓ کے لئے نعتِ نبی ﷺ ایک مستقل کریئر کا درجہ اختیار کرگئی۔ حسانؓ کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجئے۔

؎ و ضم الا له اسم النبیؐ مع اسمهٗ
اِذاقالَ فی الخمس المؤذن اشهد
و شق له مِن اسمهٗ لیجله
فذو العرش محمود و هذا محمد

(اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبیؐ کے نام کو ضم کرلیا ہے۔ مؤذن پانچ وقت اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ اللہ نے اپنے نام سے اپنے نبیؐ کا نام نکالا تا کہ ان کا نام روشن ہو جائے پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمدؐ ہیں۔)

اب جس عاشق محمد ﷺ کا نام آتا ہے، اس سے کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ یہ ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ۔ یہ حبِ نبی ﷺ میں ایسے سرشار تھے کہ زندگی اسلام کے لئے اور محمد ﷺ کے لئے وقف تھی۔ میں انہیں محمد ﷺ کی تعریف میں یوں عرض گزار دیکھتا ہوں۔

؎ روحی الفِداء لِمن اخلاقهٗ شَهِدَت
میری روح اس ہستی پر فدا ہے جس کے اخلاق واطوار اس بات پر شاہد ہیں

؎ با نَهٗ خیرُ مو لودِ مِنَ البشر
کہ بنی نوع انسان میں وہ سب سے افضل ہیں۔

؎ عَمتُ فضا ئِلَهٗ کلُ العبادِ کَما
اس کے فضائل وکمالات کا سرچشمۂ فیض تمام بندوں کو بلا امتیاز

؎ عَمَر البرِیةُ ضوُئُ الشمسِ و القمر
اس طرح سیراب کر رہا ہے جس طرح آفتاب و ماہتاب کی ضیاء باریاں

؎ لوَ لِم یکن فیهِ آیاتُ مُبینه
اگر اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ بھی ہوتیں

؎ کا نتَ بدیهیة تغنی عنِ الخبر
تو خود اس کی ذات اس کے پیغام کی صداقت کے لئے کافی ہوتی۔

ـــ اِنی تفرست فیکَ الخیر عرفہُ

میں نے غور کر کے آپؐ کے اندر بھلائی دیکھ لی جسے میں پہچانتا ہوں۔

ـــ واللّٰہ یعلم عن ما خاننی البصر

اور خدا جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔

ـــ انتَ النبی فمن یحرم شفاعتہُ

آپؐ نبی ہیں۔ جو شخص آپؐ کی شفاعت سے محروم ہوا۔

ـــ یوم الحساب فقد ازری بہ القدر

روزِ قیامت، اسے قسمت نے ذلیل ورسوا کر دیا۔

ـــ فثبت اللّٰہ ما اُتاک من حسن

اللہ نے آپؐ کو جو بھلائی دی اسے قائم رکھے

ـــ ثَبیتَ موسیٰ و نصراً کا لذی نصر

جیسے موسیٰؑ کے ساتھ ہوا، اور آپؐ کی مدد کرے جیسی اُن کی مدد ہوئی۔

کیا یہ کم بڑی بات ہے کہ کوہِ فاراں سے اُٹھنے والی ایک آواز جسے دبانے کے لئے سارا عرب ایک ہوگیا تھا، ایک قلیل عرصے میں وہی لوگ اس کے اتنے دیوانے ہوگئے کہ اب وہ اس آواز کے علاوہ کسی اور آواز کو سننے کے روادار نہیں رہے۔ میں سب اپنی کھلی آنکھوں سے اظہارِ عشق کے یہ مناظر دیکھا کیا۔ پھر وہ منظر بھی میں اپنی ان ہی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس جب کفارانِ مکہ کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر مدینے کو اپنی آمد اور مادی کفالت کا شرف بخشنے کے ارادے سے ، اس شہر کی قسمت کو اپنے پاک قدموں سے سنوارنے کے لئے داخل یثرب ہوئی اور یثرب کو مدینۃ منورہ کا پاکیزہ نام عطا کیا، تو بنو انصار کے دِن پلٹ گئے۔ مدینہ شہر میں آمد کے موقعے پر بنو انصار کی معصوم لڑکیاں اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر، دف کی تھاپوں پر یوں نغمہ سرا ہیں۔

طلع البدر علینا (ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا)

مِن ثنیات ال وداع (کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے۔)

وجب الشکر علینا (ہم پر اللہ کا شکر واجب ہوا۔)
ما دعیٰ للہ داع (جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔)
ایھا المبعوث فینا (ہم اے جو ہم میں نبیؐ بن کر مبعوث ہوا)
جئت بالامر المطاع (تیرے حکم کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔)

میں جب جب مدینے کی گلیوں میں گھومتا ہوں تو مجھے بنو نجار کی لڑکیوں کی یہ روح پرور اور نغمگیں آوازیں آتی ہیں جب وہ اپنے پڑوسی اور اللہ کے محبوب کے اوصاف بیان کرتی ہیں۔

نحنُ جوار من بنی النجار
یاحبذا محمدؐ امن جار
(ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔محمدؐ کیا اچھا ہمسایہ ہے۔)

میرا یہ سفر تو ایسا بابرکت سفر تھا جس میں، میں نے ایسے ایسے جید صحابہ کو اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے اپنے عشق، اپنی محبت اور اپنی بے ساختہ اطاعت کا اظہار کرتے دیکھا۔میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان صحابہ میں سے بہت سوں کا کلام تو آں حضرت ﷺ نے خود سماعت کیا۔کیا ہی خوب تھے وہ نعت خواں جن کا ممدوح اور ایسا پیارا ممدوح، خود انہی کی زبانی اپنی سیرت کے محاسن سُن رہا ہے اور کہیں خوش ہو رہا ہے تو کہیں مناسب سی تصحیح کر کے آنے والی نسلوں کے نعت گویوں کو نعت گوئی کی صحیح راہ متعین کے راستہ دکھا رہا ہے۔میں بھی اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتے ہوئے اس زمانے سے، بادِل نخواستہ، اگلے زمانے اور اگلے مقام کی طرف بڑھ رہا ہوں کہ محمدؐ کی حیات ہی میں جب اس کے نام پر جان دینے والوں کی وسعت عرب سے باہر نکل کر اپنے جلوے دکھا رہی تھی، تو اس کے جانے کے بعد تو یہ تعداد بے حد و بے حساب ہوگئی اور اب تو زمان و مکان کی قید بھی بے معنی ہو کر رہ گئی تھی۔
اس لئے میں کچھ صدیوں آگے کا سفر کرتے ہوئے مصر پہنچا۔کیا دیکھتا ہوں کہ انبیاء کی اس سرزمین پر پیغامِ محمد ﷺ کے چاہنے والے عرب کے بعد سب سے زیادہ ہیں۔اچانک فضاء میں ایک روحانی آواز گونجی۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مست، ملنگ سا لیکن باہوش آدمی مصر کی گلیوں سے گزر رہا ہے اور اس کی زبان سے جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔وہ پڑھ رہا ہے۔

ے

مولا، یا سلی وسلم دائماً ابداً

انتَ حبیبکَ خیر الخلقِ کُلِ ھِمی

دَعَ ما اَدعتہ النصاریٰ فی نبیھم

واحکم بما شئت مدِ حافیہ محتکم

میں نے پوچھا تو علم ہوا کہ یہ تو شرف الدین بوصیریؒ ہیں۔جن کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں آپ ﷺ کو اپنا لکھا ہوا قصیدہ سنایا اور آپ ﷺ نے خوش ہو کر ان کے مفلوج جسم پر اپنی چادر پھیری اور جب یہ صبح جاگے تو بھلے چنگے اور صحت مند تھے۔اسی لئے اس قصیدہ کا نام قصیدۂ بُردہ پڑ گیا جسے شہرۂ دوام حاصل ہوا۔اس ملک میں تو میں نے ہزاروں کی تعداد میں ایسے مداحانِ محمد ﷺ دیکھے کہ اگر ان کا ذکر کروں اور ان کی مبارک نعتوں کے حوالے پیش کروں تو ایک الگ کتاب تیار ہو جائے گی لیکن مجھے اس کے لئے کافی سے کچھ زیادہ ہی محنت و مشقت کرنی ہو گی۔اس لئے میں نے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے وہاں سے رختِ سفر باندھا۔مصر سے نکل کر میں عجم پہنچا جو عرب کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔اور رسول ﷺ نے خود آتش پرستی سے اس کی نجات کی پیشن گوئی کر دی تھی۔وہاں دیکھا تو ایک کھال کھنچا ہوا بوڑھا نظر آیا جس کے پیچھے پیچھے ایک عالم آدمی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ حضرت تو فتویٰ زدہ شمس تبریزیؒ ہیں۔میں نے ان سے رسولِ اکرم ﷺ سے ان کی عقیدت کے بارے میں دریافت کیا تو یہ مجذوب بوڑھا فوراً ہوش میں آ گیا اور بولا۔

ے

شمس تبریزی چہ داند، نعتِ تو، پیغمبرا؟

مصطفیٰؐ و مجتبیٰؐ و سیدِ والاؐ توئی۔

اور پھر واپس اپنی کیفیتِ جذب میں چلا گیا۔میں اس کے عشق کو سمجھ چکا تھا اس لئے اسے زیادہ کریدنا مناسب نہ سمجھا۔میں اب اس عالم شخص کی طرف مڑا جو شمس تبریزؒ کا مرید دکھائی دے رہا تھا۔پتہ چلا کہ یہ تو جلال الدین رومیؒ ہیں۔لیکن پتا نہیں یہ عالم کہاں چلا گیا؟ خیر۔میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ میں اس کا انتظار کرتا اس لئے میں آگے بڑھ گیا۔

مجھے ایسا لگا جیسے میرے آس پاس عاشقانِ نبی ﷺ کا ایک ہجوم جمع ہو گیا ہے جو مجھ سے تقاضا کر رہا ہے کہ ہمارے نعتیہ کلام کو بھی بطورِ حوالہ اپنے مضمون میں شامل کرو میاں تصور! تاکہ ہمیں بھی تمہارے ساتھ یہ شرف حاصل ہو جائے۔ میں نے ہجوم پر نظر ڈالی تو بڑے بڑے نابغۂ روزگار، باادب کھڑے نظر آئے۔ سب سے پہلے شیخ سعدیؔ شیرازی کھڑے تھے۔ میں نے کہا: حضرت، آپ ہی کچھ فرمائیے! یہ ایران ہے، شاعروں کی سرزمین ہے۔ اور آپ کا مرتبہ تو عاشقانِ نبی ﷺ میں بہت بلند ہے۔ شیخ سعدیؒ بے حد خوش ہو کر یوں گویا ہوئے۔

ندانم کدامیں سخن گو یمت
کہ والا تری زانچہ من گو یمت
تورا عزِ لولاک تمکیں بس است
ثنائے تو، طٰہٰ و یٰسیں بس است
چہ وصفت کُند سعدیؔ ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی السلام

پھر سعدیؒ نے ایک اور قطعہ پڑھا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلو علیہ و آلہٖ

میں نے بھی آپؐ پر درود پڑھا۔ آپ بھی پڑھ لیجیے۔

پھر میں نے دیکھا کہ جمال الدین عُرفی شیرازی اپنا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ عُرفی کہنے لگے۔

تحصیلِ ثواب و شَرَفِ نسبتِ نعت است
زیں گونہ خجل ساختہ جانِ عجم را
تا مدحِ تو آمد زِ مشیت، بہ نوشتن
بالا نگرستن بہ شُد از یادِ قلم را

مدحِ تو، از اخلاص کُنم گر چہ نہ از علم
از بُت کدہ چوں آورم آہوئے حرم را۔

عُرفیؔ کے بعد حکیم افضل الدین خاقانی شیروانی آگے بڑھے اور بڑے احترام سے یوں گویا ہوئے۔

شاعراں راگر چہ غادوں خواند در قرآں خدائی
ہم از ایشاں بود ظاہر، وجہِ استہزائے من
از مصافِ بولہب فعلاں نہ پیچانم عناں
چوں رکابِ مصطفیٰ شُد مقصد و مُلجائے من
قاسمِ رحمت، ابوالقاسم، رسول اللہ کہ ہست
در دِلائی او خدیو عقل وجاں، مولائے من

میں اس پاکیزہ اجتماع اوراس میں شامل تمام شاعروں کو، رسولِ کریم ﷺ سے ان کی والہانہ عقیدت کو بس سُنا کِیا اور ان کے پُرنور چہروں کو دیکھا کِیا۔ اللہ اللہ، کیا لوگ ہیں! یہاں بھی مصر سے کیا کم لوگ تھے! لیکن مجھے اس کام کے لئے دستیاب صفحات کا بھی تو خیال کرنا تھا اس لئے اب میں نے سیدھے اپنا رُخ اُس سرزمین کی طرف کرلیا جس کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ نے کہا تھا کہ مجھے اس سمت سے جنت کی خوشبو آتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ یعنی ہندوستان! یہاں کیا دیکھتا ہوں کہ مسلم تو مسلم، غیر مسلم شعراء بھی آپ ﷺ سے اپنی عقیدت کے اظہار میں نعت کہتے ہیں۔ سب سے پہلے میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے مرشد، نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ کی درگاہ میں بیٹھا آپ ﷺ سے اپنی عقیدت کے اظہار میں یوں نعت گوئی کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

اے رسالت را علم افراختہ
دستِ تو تیغِ شریعت آختہ
تاختہ نورِ تو از روزِ ازل
پرتَوِ خود تا ابد انداختہ
بندہ خسؔرو، تا نویسد، نعتِ تو؟
ز آتشِ دل، جانِ خود بگداختہ

پتہ چلا کہ یہ توخسرؔو ہیں جن کی شاعری کے اور عقیدت کے ڈنکے چاردانگِ عالم میں بج رہے ہیں۔ یہ پٹیالی کا ترک زادہ ہے جسے اللہ کے برگزیدہ ولیوں سے عموماً اور نظام الدین محبوبِ الٰہی سے خصوصاً بے انتہا عقیدت ہے۔ اس ملک کی ایک بات میں نے دیکھی کہ یہاں جتنی قومیں رہتی ہیں ان کی تعداد سے کئی گُنا زیادہ زبانیں یہاں بولی جاتی ہیں۔ اس لئے مجھے تقریباً ہر بڑی اور معروف زبان سے حوالے لینے پڑتے ہیں۔ یہ شمالی ہند ہے جو اردو، فارسی اور دیگر اہم زبانوں کا مرکز رہا ہے۔ یہاں مجھے اچانک ایک ایسا شخص دکھائی دیا جو یہاں کا باشندہ نہیں لگتا تھا۔ تھا تو وہ اسی ملک کا لیکن شائد کسی دوسرے حصے کا۔ ہاں، یہ جنوبی ہند کا باسی تھا اور اس کا نام تھا ولؔی۔ اسی لئے اسے ولؔی دکنی کہا جاتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ولؔی کی شمالی ہند میں آمد سے قبل اردو زبان میں شعروادب کی تخلیق کو کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اسی ولؔی کو میں نے سُنا کہ وہ اپنا خراجِ عقیدت اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں یوں پیش کررہا ہے۔

یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جس کوں تجھ پہ قربانی کرے
عارفاں بولیں گے جان ودل سوں لاکھوں آفریں
جب ولؔی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے۔

میں نے سوچا کہ چلو، ولؔی کے وطن، جنوبی ہند کے شہر حیدرآباد چلتے ہیں کہ وہاں لوگ اس زبان میں کیسے شاعری کرتے ہیں۔ وہاں تو حال ہی الگ دیکھا کہ وہاں کا بادشاہ قلی قطب شاہ خود شعروادب کا دلدادہ اور شاعر ہے۔ میں نے اس کی زبان سے نعت کے یہ اشعار سُنے ۔

باتاں گھرسیاں رملیاں، واریا جوترے ناؤں پر
سو، جائے کرآسماں پر، ہراک بچن تاراں ہویا۔
چندرغواص ہوآیا، گگن سمدر بھیتر دھایا
نبیؐ پروارنے لیایا، ڈھلک موتیاں سوتارے ہیں۔

(میں نے آپؐ کے نام پر موتی جیسی پاکیزہ اور شفاف باتیں نثار کردیں تو آپؐ

کے صدقے میں اتارے ہوئے یہ موتی آسمان پر جا کر ستاروں کی صورت
اختیار کر گئے۔ چاند نے آسمان کے سمندر میں غواصی کی اور گوہرِ غلطاں حاصل
کئے اور انہیں نبیؐ پر نثار کر دیا۔ یہ موتی آسمان پر پہنچ کر تارے بن گئے۔)

اسی علاقے میں مجھے اس علاقے کی ایک زبان مراٹھی میں ایک غیر مسلم صوفی، سنت کی آواز سنائی دی جو بڑی گھن گرج کے ساتھ، گھنٹیوں کی ٹن ٹن سے ہم آہنگ ہوتی ہوئی اپنی آواز میں سوز پیدا کرتے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے۔ یہ شخص جس کا سر گنجا اور درمیان میں ایک بالوں کی لمبی چوٹی نکلی ہوئی تھی، سنت تکارام تھے۔ وہ لہک لہک کر پڑھ رہے تھے۔

اول نام اللہ بڑا لیتے بھول نا جائے
علم تیا کلمہ پر تا ہی تنبو بجائے
اللہ ایک توں، نبیؐ ایک توں
کانٹے سر، پاؤں ہاتھ نہیں جیوڑا ئے۔

وہیں اسی زبان کا ایک مراٹھی شاعر جسے اس زبان میں صرف عبدُلؔ کے قلمی نام سے جانا جاتا ہے، اپنے ایمان کا یوں اعلان کر رہا ہے۔

شری پرتھ بسم اللہ وَندِ تو می بھگوانا لا
پرمیشورا چیا متر الا درود وسلام بسم اللہ

نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگا کہ مجھے یہاں پھر آنا پڑے گا، اگلے کسی مرحلے میں۔ لیکن فی الوقت میں واپس شمالی ہند آ گیا جہاں شعر و ادب کے معرکے چل رہے ہیں۔ بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کے استاد ذوقؔ اور ایک رندِ خرابات، غالبؔ کے درمیان۔ لیکن جب رسولِ اکرم ﷺ سے عقیدت کے اظہار کی بات آئی تو دونوں باادب ہو گئے اور میں نے دونوں کو سُنا۔ پہلے ذوقؔ کو سُنا، وہ کہہ رہے ہیں۔

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اول و آخر
اُلٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دَم میرا
محبت اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ نورِ برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دِل مثل قندیل حَرم میرا

غالبؔ کیوں پیچھے رہتے؟ وہ بھی اپنی عقیدت کو یوں زبان دینے لگے۔

حق جلوہ گرز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرد کلامِ حق بہ زبانِ محمدؐ است
غالبؔ! ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

میں نے ذرا نظر پلٹائی تو غالبؔ کے نیاز مند، الطاف حسین حالیؔ کو پایا کہ یہ نظریں جھکائے اپنی نظم 'مسدسِ حالیؔ' کی ترتیب و تدوین میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو کتاب میں بڑے عجیب انداز میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر تھا۔ حالیؔ نے نظر اُٹھائی میری موجودگی سے بے خبر اپنے کیف میں گنگنانے لگے۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کی کام آنے والا وہ اپنے، پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجیٰ، ضعیفوں کا ماویٰ یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
اُتر کر حِرا سے، سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

حالیؔ کی اس نظم کو سُن کر مجھے صحابہؓ کی نعتیں یاد آ گئیں، ابوطالب یاد آئے، حضرت عباسؓ یاد آئے، حمزہؓ یاد آئے اور علیؓ یاد آئے۔ میں اپنے سوزِ قلب کو شاہد بناتا ہوا آگے کی طرف بڑھا تو وہیں آس پاس ایک اور شخص کو دیکھا، عالم اور رہنما سا لگنے والا یہ شخص کون ہے؟ پتا نہیں؟ آہا، یہ تو عاشقِ نبی ﷺ، جماعت اہلِ سُنت کے بانی اور نعتیہ مجموعۂ کلام 'حدیقۂ بخشش' کے شاعر امام احمد رضا خانؒ ہیں۔ میں نے ان صاحب سے ایک ایسی نعت سُنی کہ طبیعت عش عش کر اُٹھی۔ اس نعت کے ہر شعر میں چار زبانوں کے چار ٹکڑے ہیں اور اس صنعت کو صنعتِ مرصع کہا جاتا ہے۔ کیا نعت ہے! میں تو جھوم اُٹھتا ہوں، آپ بھی سُنئے۔

لم یاتِ نظیرُکَ فی نظر، مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے، تجھکو شہِ دوسَرا جانا
البحرِ علا، والموجِ طغیٰ، من بے کس وطوفان ہوش ربا
منجدھار میں ہوں ، بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا
اَنا فی عطشِ وَسخاکَ اَتم، اے گیسوئے پاک، اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم، دو بوند اِدھر بھی گرا جانا
الروحُ فِداکَ فَزد حرقاً، یک شعلہ دِگر بر زَن عشقاً
موراتن من دھن سب پھونک دیا، یہ جان بھی پیارے جَلا جانا
بس خامۂ خام نوائے رضاؔ، نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
اِرشادِ اَحبا ناطِق تھا ، ناچار اس راہ پڑا جانا

اس نعت کے کچھ شعر باقی ہیں لیکن وقت کی اِجازت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے میں انہی اعلیٰ حضرت کی ٹکر کے ایک اور صاحب کی طرف متوجہ ہوا جو اپنے عشقِ نبی ﷺ کے لئے چار دانگِ عالم میں جانے گئے اور جو سارے عالم میں ایک شاعر اور نقیبِ ملت کی حیثیت سے معروف ہوئے۔ یہ حضرت تو نام محمد ﷺ سنتے ہی استغراق میں چلے جاتے ہیں لیکن جب بات اللہ کی آتی ہے تو بڑے شوخ ہو جاتے ہیں۔ اسی شوخی کے عالم میں انہوں نے ایک نظم تخلیق کر ڈالی جس کا عنوان شکوہ ہے اور دو تین برس بعد اس کا جواب لکھا بعنوان جوابِ شکوہ، میں نے کئی بار پڑھی ہے، بڑی معرکے کی نظم ہے، ہر نسل اور ہر شخص نے پڑھنی چاہئے۔ انہی حضرت نے جن کو دنیا علامہ اقبالؔ کے نام سے پہچانتی ہے، آپ ﷺ سے اپنی عقیدت کو یوں ظاہر کیا ہے۔ ان کی نعت میں بھی میں تین رنگ دیکھتا ہوں اور آپ کو بھی انہی رنگوں کی دید کرواتا ہوں۔ پہلا رنگ دیکھئے کہ کس عقیدت سے محمد ﷺ کی روح سے ہم کلام ہیں۔ کہہ رہے ہیں۔

شیرازہ ہوا ملت ِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے
اِس راز کو اب فاش کر اے روح محمدؐ
آیات ِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

کتنی سادگی سے استفسار کر رہا ہے یہ شخص کہ عقیدت کی شدت کا بھی پتا چل رہا ہے اور موجودہ حالات کی سنگدلی کی غمازی بھی ہو رہی ہے۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ بھائی اقبالؔ! تمہارے نزدیک عشق ِ نبی ﷺ کی تعریف کیا ہے۔ تو یہ فوراً جواب تیار رکھتا ہے۔

بہ مصطفٰی بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

بتائیے، کیا غضب کی چشم ِ بینا پائی ہے اس شخص نے! واہ! کسی نے پوچھا کہ عشق محمد ﷺ کا حاصل کیا ہے تو یہ بولا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

آپ ہی کہئے کہ ہے اس شخص کی عقیدت کا کوئی توڑ؟ میری مراد عقیدت کے توڑ سے نہیں بلکہ عقیدت کے اظہار کے توڑ سے ہے۔ میں نے تو اس کے ایسے ایسے مناظر دیکھے ہیں کہ بتانے بیٹھوں تو پھر وقت اور وسائل کی تنگی حائل ہو جائے گی۔ اسی کے دوستوں میں ایک اور شخص موجود ہے جو اِس وقت زمیندار اخبار نکال رہا ہے۔ اقبالؔ اپنی عقیدت کا اظہار کرے اور اس کے دوست خاموش رہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس شخص کا نام ہے، مولانا ظفر علی خان جو اپنی زبان سے اپنے ایمان کی تکمیل کی دلیل دے رہا ہے۔

ے
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حُرمت پر
خدا شاہد ہے، کامِل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اسی اثناء میں میں نے اقبالؔ کے دوسرے ایک ہم عصر سیمابؔ اکبر آبادی کو دیکھا کہ قرآنِ کریم کا منظوم ترجمہ کر رہے ہیں۔ دیکھا کہ اس ترجمہ کا نام 'وحی منظوم' رکھا ہے۔ جب ان حضرت سے نعتِ

رسول ﷺ سُنی تو میں نے انہیں اپنے عقیدے میں پختہ پایا۔ سیمابؔ یوں گویا ہیں۔

سیرِ گلزارِ نبیؐ دشوار ہے۔ زندگی بے کار سی بے کار ہے۔
ہوں فتادہ میں ہجومِ حشر میں دستگیری آپؐ کی درکار ہے۔
چھا رہا ہے ابرِ فیضانِ رسولؐ رحمتوں کی ہر طرف بوچھار ہے۔

ان سے تھوڑا آگے بڑھا تو ایک اور صاحب کو دیکھا کہ اپنی میز پر بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے جاننے کی کوشش کی تو علم ہوا کہ یہ تو فارسی شاعر فردوسیؔ کی طرز پر اردو میں 'شاہ نامۂ اسلام' لکھ رہے ہیں۔ جب ان سے اظہارِ عقیدت کا نغمہ سُننے کی خواہش کی تو یہ سلام پڑھنے لگے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

سلام اے آمنہ کے لال، اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات، فخرِ نوعِ انسانی
سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال وجاں، اولاد سے پیارا

یہ تھے ابوالاثر حفیظ جالندھری۔ اچانک میں نے ایک مترنم سی آواز سنی جو مدحت محمد ﷺ کرتے ہوئے ایک شیریں نغمہ گنگنا رہی تھی جس کے الفاظ کا لہجہ نہایت رزمیہ قسم کا تھا۔ یہ کون ہے؟ دیکھا تو ایک آبنوسی رنگت والا شخص جسے باذوق آدمی خوش شکل کہنے سے ہچکچائے، ایک بزرگ کے آگے اپنے زانو تہہ کئے بیٹھا ہے۔ بزرگ ہیں اصغرؔ گونڈوی جو اس شخص کے پیر ہیں اور یہ شخص ہے علی سکندر جگرؔ۔ میں اس کے ہوش شکن رندی سے توبہ شکن شاعری تک کے سفر کا گواہ بھی ہوں۔ یہ تائب جگرؔ کہہ رہا ہے۔

وہ رسول ِ عربی ، فخر ِ رسو لان ِ سلف
ذات ِ اقدس سے ملا جس کی زمانے کو شرف

جس پہ نازل ہوا قرآن سا کامل مصحف
جس کے تابع جن وانساں بھی ملائک کی بھی صف
اک وہی شمعِ نبوت جو ضیاء بار ہوئی
ساری تاریک فضاء مطلع الانوار ہوئی
کس نے جام مئے توحید پلا یا سب کو؟
کس نے پیغامِ مساوات سنا یا سب کو؟
راستہ کس نے حقیقت کا دکھا یا سب کو؟
کس نے اس حسن کا دیوانہ بنا یا سب کو؟
تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گزرا ہو تو ، لو نام اس کا

یہ جگر ہیں۔جن کے 'شعلۂ طور' اور 'نکہت گل' نے بہت جلوے دکھائے ہیں۔

وہاں سے میں نے پھر جنوب مغربی ہند کا رُخ کیا جہاں ایک غیر مسلم صوفی، سنت جسے سب تکڑوجی مہاراج کہتے ہیں، شان رسالت میں اپنا نذرانہ پیش کر رہا ہے۔واہ! اس سنت نے کیا خوب صورت بات کہی آپ ﷺ کے بارے میں! بالکل سچ اور سیرت کے عین مطابق۔سنئے! کہا۔

محمد ﷺ نے کیلی پرارتھنا
وِکھور لا اسلام کرایا شہانا
سنگٹھِت کیلے تیانے
سُو جنا ، تیا کا ڑی

(آپ ﷺ نے دعا کی بکھرے ہوئے اسلام کے اتحاد کی۔اور آپ نے اُس کڑے وقت میں لوگوں کو منظم اور متحد کیا)

لول پر تِما پو جل نساوے
تیانی ایکا ایشورا لا پرارتھاوے

ہا محمدؐ ا چا اُپدیش
نَوھے ایکاچ دیشا ساٹھی۔

(لوگوں کو بُت پرستی نہیں کرنی چاہیے۔انہوں نے خدائے واحد کی عبادت کرنی چاہیے۔حضرت محمدؐ کی یہ تعلیم صرف ایک ملک (عرب) کے لئے نہیں ہے، بلکہ سارے عالم کے لئے ہے۔)

میں اس سَنت کی نعت سننے کو بعد جب واپس شمالی ہند آیا تو ایک سکھ کو دیکھا جو پگڑی باندھے ہوئے تھا اور بادہ خور بھی لگ رہا ہے۔شائد وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہے لیکن اسے روکا جا رہا ہے۔میں نے غور سے سنا تو یہ بڑے غصے اور ٹھسے سے کہہ رہا ہے۔

عشق ہو جائے کسی سے، کوئی چارہ تو نہیں ہے
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں ہے

میں نے دل میں سوچا کہ محمد ﷺ سے محبت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اس کی رسالت اور ایک خدا کی وحدت پر ایمان لایا جائے۔لیکن میں ان فروعی معاملات میں پڑنا نہیں چاہتا۔میں یا کوئی اور، ہم ہوتے کون ہیں کسی کو اس کے خیال کے اظہار سے روکنے والے؟

وہیں دوسری طرف سے ایک اور آواز آرہی ہے۔ یہ کون ہے؟ اوہو، یہ بھی ایک غیر مسلم ہے اور عقیدت مند محمد ﷺ ہے۔یہ وہ شخص ہے جو ہے تو ہندوستانی اور اس نے لکھا ترانۂ پاکستان اسی طرح جیسے علامہ اقبالؔ نے 'سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا' لکھا۔یہ ہے جگن ناتھ آزادؔ۔ یہ کہہ رہے ہیں۔

سلام اس ذاتِ اقدس پر، سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُر نور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر، جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کِیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں

واہ! کیا سرزمین ہے کہ مسلم تو مسلم، غیر مسلم بھی نعت گوئی کی سعادت سے مشرف! آگے تو ایک ہجوم نظر آرہا ہے محبانِ محمد ﷺ کا جو اپنی نعتوں میں سیرت کے مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال رہے ہیں، بس اپنا کام کئے جارہے ہیں۔ نہ کوئی پرواہ صلے کی اور نہ ستائش کی تمنا! یہ ہیں محسنؔ کاکوروی، جو یوں نعت گوئی کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے، سب سے افضل
میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر، نہ قطعہ، نہ قصیدہ نہ غزل
رخِ انور کا ترے دھیان رہے بعدِ فنا
میرے ہمراہ چلے راہِ عدم میں مشعل
صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مدح
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ، یہ غزل

وہیں ایک اور شاعر جس کا نام کسی نے ماہر القادری بتایا ہے، ارے ہاں، یہ وہی فاران والے ماہرؔ صاحب ہیں جو ہر ماہ اپنے رسالے فاران میں کتابوں پر بڑے جاندار اور شاندار تبصرے کرتے ہیں۔ یہ صاحب سلام پیش کررہے ہیں۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر جو دنیا کے لئے رحمت ہی رحمت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے۔

دوسرے ایک اور شاعر دکھائی دے رہے ہیں جو یوں اپنے جدید اور ندرت بھرے لہجے میں نعت کہہ رہے ہیں۔

کمال خلاق ذات اس کی
جمالِ ہستی حیات اس کی
بشر نہیں عظمتِ بشر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے۔
وہ شرحِ احکام، حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون، خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن، خود ہی قاری
وہ آپ مہتاب، آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئینہ بھی
وہ نکتہ بھی، خط بھی، دائرہ بھی
وہ خود نظارہ ہے خود نظر بھی
مرا پیمبر عظیم تر ہے۔
شعور لایا کتاب لایا
وہ حشر تک کا حساب لایا
دیا بھی کامل نظام اس نے
اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ علم کی اور عمل کی حد بھی
ازل بھی اس کا ہے، اور ابد بھی
وہ ہر زمانے کا راہ بر ہے۔
مرا پیمبر عظیم تر ہے۔

یہ مظفر وارثی ہیں۔ کمال یہ ہے کہ محسنؔ کاکوروی اور مظفر وارثی دونوں نے اپنی شاعری کو صرف نعت گوئی پر مرتکز کر رکھا ہے۔ اور کسی صنف میں کچھ کہنے سے انہیں کوئی دل چسپی ہی نہیں ہے۔ یہ ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ بلکہ میں تو ایسے دنیادار بھی دیکھ رہا ہوں جو انتہائی غلط میدان میں ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت میں بے ساختہ ہیں۔ مثلاً بدایوں کا رہنے والا ایک شاعر جو بمبئی آ کر فلمی دنیا میں بہت نام کما رہا ہے لیکن نعت کہہ رہا ہے تو ایسے کہ اپنے جذبوں کو زبان دے رہا ہو۔ دیکھئے، کیا صداقت ہے جذبوں کی۔

باہر حدِ خیال سے ہے شانِ مصطفی
ہر عزت و وقار ہے شایانِ مصطفی
محفل نوائے نعت سے مدہوش ہے شکیلؔ
ہے لب پہ نغمۂ لبِ حسانؓ مصطفی

زمیں پہ مستی برس رہی ہے، فلک پہ انوار چھا رہے ہیں
یہ کِس کا پرتَو ہے جلوہ افگن، کہ دو جہاں جگمگا رہے ہیں
یہ کون ہے راکِبِ معظم؟ براق ورفرف ہیں جس پہ نازاں
ادب سے جبریل کس کے ہمراہ آج سدرہ تک آ رہے ہیں

ایسی نعت تو وہی کہہ سکتا ہے جس کا دل ذاتِ اقدس ﷺ کی محبت سے منور ہو۔ مجھے پھر ایک دیگر زبان میں کسی کے اظہارِ عقیدت کی آواز سنائی دی۔ یہ زبان تو اس سے پہلے بھی میں سن چکا ہوں اور آپ کو بھی سنا چکا ہوں لیکن اس شعری کاوش کی بات ہی الگ ہے۔ میں خود اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فربہ سا بوڑھا شخص، موٹے کانچ کا چشمہ لگائے، کبھی امراوَتی میں تو کبھی ناگپور اور بمبئی میں اپنی متعارف کردہ مراٹھی غزلوں کو اہلِ ذوق حضرات کو سنا رہا ہے اور لوگ باگ سن رہے ہیں اور سر دھن رہے ہیں۔ اس شخص کا نام ہے سریش بھٹ جن کے سر اردو غزل کو مراٹھی میں بڑے وقار کے ساتھ متعارف کروانے کا سہرا بندھتا ہے۔ انہیں مسلمانوں سے اُنسیت ہے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ سے بھی محبت ہے۔ اب کسی کو ایمان کی توفیق و ہدایت نہ ملے تو کیا جبر؟ مگر اس شاعر کی نعت ہے۔ بہت غضب کی! واہ! کیا کہہ رہے ہیں، سنئے۔

اُجاڑ، وَیران، واڑ وَنٹی، کھَر اڑ نارا، جھَرا محمدؐ
جَگات لیا دِین دکھِتا نچپا، اُکھیر چپا آسرا محمدؐ

کھَر پیچ تو چندر، امرِ تاچپا، کھَر پیچ تو سوریہ، جیونا چپا
دِشا دِشاں نا، پرَ کاشنارا، دِسے تجھا، چہرا محمدؐ
تجھیا گھرا چی طرح چ نیاری، سمان شریمنت وا بھکاری
تجھیا گھَری دے اَتا ملاَ ہی، لہان سا کوپرا محمدؐ
بھَلے، برُے، پاہلے کِتی می، کِتی کھَرے انَ کِتیک کھوٹے
بھَلیات ما جھا بھلا محمدؐ، کھَریات ما جھا کھَرا محمدؐ

(محمدؐ ایسے ہیں جیسے اُجاڑ، ویران ریگستان میں بہتا چشمہ۔آپؐ ساری دنیا کے غریبوں اور بے سہاروں کی آخری پناہ ہیں۔آپؐ امرت کا چاند ہیں، اور زندگی کا آفتاب ہیں۔ آپؐ کا چہرہ ایسا ہے جس سے ساری سمتیں روشن ہیں۔آپؐ کے گھر کا انداز ہی الگ ہے جہاں امیر اور غریب دونوں مساوی ہیں۔اس لئے اب آپؐ اپنے گھر میں مجھ کو بھی ایک چھوٹی سی جگہ عنایت کر دیجئے۔میں نے کتنے ہی اچھے اور بُرے دیکھے، کتنے ہی سچے اور جھوٹوں سے میرا پالا پڑا۔لیکن تمام بھلوں میں سب سے بھلے میرے محمدؐ اور تمام سچوں میں سب سے سچے میرے محمدؐ ہیں۔)

یہاں تک آ کر میری اپنی ذات، (کیا واقعی میری اپنی کوئی ذات ہے؟) اپنی محدود پرواز کے تابع ہو جاتی ہے۔میرا سفر یہاں ختم ہوتا ہے۔حالانکہ میں تو چاہتا تھا کہ میں اس مقدس کام کے لئے اپنی ساری عمر وقف کر دوں لیکن کیا کروں۔بقول حافظؔ

فکرِ ہر کس، بہ قدرِ ہمت اِوست۔

یہ شخص بھی کتنا عجیب ہے میں جس کا تصور ہوں! جو کام اس نے خود کرنا چاہئے تھا وہ اس نے مجھ سے لیا لیکن خیر، سہرا ابھی تو میرے ہی سر باندھا ہے۔یہ حسنین عاقبؔ، بڑا زود حس ہے۔میں گواہ ہوں کہ اکثر یہ نبی ﷺ کا نام اور ذکر آتے ہی اپنی چشمِ عقیدت سے اشک بہانے لگتا ہے۔گنہگار کون نہیں ہوتا؟ انسان ہے تو گناہ ضرور ہوں گے۔

یہ حسنین عاقبؔ شاعر ہے اور اس کے ایمان اور محبت رسول ﷺ نے اس سے دو کام کروائے ہیں۔ایک تو اِس نے قرآن کی سورتوں کا منظوم انگریزی ترجمہ کیا ہے اور دوسرے یہ کہ اس نے انگریزی میں نعتیہ ادب تخلیق کیا ہے اور نعت کے لئے اس زبان میں ایک لفظ بھی خلق کیا ہے جسے دنیا بھر میں سراہا جا رہا ہے۔اس کی عقیدت کے اظہار کے لئے آئیے، میں آپ کو اس کے مجموعۂ حمد و نعت 'خامہ سجدہ ریز' کے مطالعے کی دعوت دیتا ہوں۔اس شخص نے مجھے چونکہ مندرجہ بالا اہم کام کے لئے بھیجا ہوا تھا اس لئے میں بھی اس کے اس کلام کا مطالعہ نہیں کر سکا تھا۔آئیے، ہم سب مل کر اب اس کے فن اور اس کی عقیدت کا مطالعہ کرتے ہیں۔وما علینا الا البلاغ۔

ماخذات وحواشی:

القرآن الکریم۔
سیرت النبویہ: ابن ہشام۔ مصطفی البابی الحلبی۔مصر،
سیرۃ ابن ہشام۔ جزدوم
السیرۃ النبویہ۔ شیخ زینی دحلان
سیرۃ ابن اسحاق
صحابہؓ کا عشقِ رسولؐ: صوفی محمد اکرم رضوی۔المدینۃ الاسلامیہ۔ملت نگر،مبارکپور،اعظم گڑھ۔یو۔پی۔
دیوانِ حسان بن ثابتؓ
اسدالغابہ
شرح مواہب الزرقانی۔جزسوم وجزہشتم
وفاءالوفاء۔جزرابع
البدایہ والنہایہ۔جزسوم
زادالمعاد
خطباتِ نبویؐ: مولوی محمد عبداللہ،دائرۃ المعارف۔لاہور۔
الرحیق المختوم۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری۔المجلس العلمی التعلیمی۔علیگڑھ۔
پیغمبرِ اول وآخر۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (صدر۔جامعہ اسلامیہ بہاولپور) تاج کمپنی۔نئی دہلی۔
تفسیر القرآن الکریم: ابنِ کثیر۔مکتبہ ملکیہ۔مصر۔
فروغِ ابدیت: آیت اللہ جعفر سبحانی۔انتشارات رایزنی فرہنگی۔سفارت جمہوری اسلامی ایران۔
نئی دہلی۔

حدائقِ بخشش ۔امام احمد رضا خان بریلویؒ۔
نعت شریف کی اہمیت وافادیت: ڈاکٹر عقیل ہاشمی ۔عالمی نعتیہ انتخاب ۔حیدر آباد۔
قندِ پارسی ۔شمارہ ۱۹، مرکز تحقیقاتِ فارسی ۔رایزنی فرہنگی ۔جمہوری اسلامی ایران ۔نئی دہلی۔
اردو کی نعتیہ شاعری: ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ، نعت النبیؐ نمبر ۔سہ ماہی قرطاس ۔ناگپور۔
کلیاتِ اقبالؔ:
جگرؔ مرادآبادی: کلیاتِ جگر ۔ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ۔نئی دہلی۔
شکیلؔ بدایونی: کلیاتِ شکیلؔ
اردو مراٹھی کے باہمی روابط: ڈاکٹر سید یحییٰ نشیطؔ ۔کَل گاؤں ۔مہاراشٹرا۔
انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ۔جلد ۔۱۲۔
دَ جینوائن اسلام: جارج برنارڈ شا ۔(انگریزی)
سنت، مہاتمے، وِچاروَنت اَنی اِسلام: (مراٹھی) سومناتھ دیش کر ۔سندیش پرکاشن ۔پونے۔

انگریزی نعتیہ شاعری کا بنیاد گزار شاعر: حسنین عاقبؔ

ڈاکٹر ناصرالدین انصارؔ

جناب حسنین عاقبؔ نوجوان نسل کے ایک معروف، ہمہ جہت اور ہفت زبان قلمکار ہیں۔ ہمارا ان کے لئے ہمہ جہت اور ہفت زبان جیسی تراکیب کا استعمال کرنا محض توصیفی، تاثراتی یا روایتی انداز نہیں ہے بلکہ ان کی باکمال ادبی شخصیت ان تراکیب کی حقانیت کو ثابت کرتی ہے۔ حسنینؔ اس لحاظ سے ہمہ جہت ہیں کہ اخلاق و کردار، تقریر و تحریر اور شعر و ادب کا ایسا کوئی شعبہ نہیں جہاں ان کی طبیعت کی جولانی اور فکرِ رسا کی پہنچ نہ ہو۔ جہاں وہ شاعری کی جملہ اصناف پر حیرت انگیز قدرت رکھتے ہیں، وہیں انہیں تنقید، افسانہ اور انشائیہ نگاری پر بھی ملکہ حاصل ہے۔ عربی، ہندی اور مراٹھی زبانوں سے فطری رغبت، اردو میں غزلوں کے مجموعہ ''رمِ آہو'' کی تخلیق، فارسی شاعری میں ان کی طبیعت کی جولانی، انگریزی میں flight of a wingless bird اور fragrance نامی دو انگریزی شعری مجموعوں کی تخلیق کے ساتھ ساتھ متعدد علمی شہرت یافتہ اردو شعراء کی تخلیقات کے انگریزی تراجم، قرآن کے تیسویں پارے کی منظوم انگریزی ترجمانی اور انگریزی میں نعت نگاری کے ساتھ ساتھ نعت کے لئے انگریزی میں ایک متبادل اصطلاح کا دنیا بھر میں سب سے پہلے اختراع کا اعزاز، ایسے کارہائے نمایاں ہیں جو انہیں ایک ہمہ پہلو، ہفت زبان اور عالمی سطح کے فنکار کی صف میں شامل کرتے ہیں۔ بحیثیت تخلیق کار، حسنین عاقبؔ کے فن کا سب سے نمایاں پہلو نعت نگاری میں ان کی فکر کی رسائی اور اس صنف سے ان کے مزاج کے ہم آہنگی اور مناسبت میں مضمر ہے۔ آئیے، ہم پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ تقدیسی ادب کی طرف ان کے رجحان کے پس پشت کون سے عوامل کارفرما رہے ہیں۔

دراصل حسنین نے ایک دیندار گھرانے میں آنکھیں کھولیں جہاں خالص اسلامی اندازِ تربیت کے ساتھ ساتھ حمد، نعت و منقبت پر مشتمل تقدیسی شاعری ماحول اور معمول کا حصہ تھی۔ ان کے دادا

حضرت محمد میر باز خانصاحب المعروف بہ بابا تاج مستانؒ اپنے وقت کے ایک معروف صوفی بزرگ تھے جنہوں نے بچپن ہی سے حسنین عاقبؔ کو مشرقی شعریات سے روشناس کروا کے غیر شعوری طور پر ان کے دل و دماغ میں صالح، تعمیری اور تقدیسی شاعری کی داغ بیل ڈال دی تھی۔ حسنین عاقبؔ کی مادری زبان تو اردو رہی لیکن دادا کی فہمائش کے وہ انمٹ نقوش جن میں فارسی شعریات کو بڑا دخل تھا، ان کے تحت الشعور کا حصہ بن گئے اور انہوں نے اپنے علاقہ کی عام روایات سے ہٹ کر فارسی میں نعت گوئی کو ترجیح دی۔ اگرچہ ان کی فارسی نعتوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے تاہم یہ نعتیں اپنی کیفیت اور تاثر میں حد درجہ منفرد ہیں۔ پھر اس ماحول میں جہاں قحط الرجال کی سی کیفیت ہو اور اچھی اردو بولنے اور لکھنے والے تک دن بدن کم ہوتے جا رہے ہوں، ان حالات میں کسی نوجوان کا فارسی زبان کی طرف مائل ہونا اور اس میں طبع آزمائی کرنا نہایت غنیمت اور بڑے دل گردے کا کام ہے۔ علاقۂ ودربھ کے خشک ماحول میں حسنین عاقبؔ کو اپنے فارسی ذوق کی آبیاری سے لے کر تکمیل کے مراحل تک، کن دشوار گزار راستوں اور کس قدر محنت شاقہ سے گزرنا پڑا ہوگا، اس کا اندازہ دہلی، لکھنؤ اور لاہور میں بیٹھ کر نہیں کیا جا سکتا۔ 'مشتے نمونہ از خروارے' کے مصداق ان کی فارسی نعتوں میں عقیدت کا سیل رواں ملاحظہ ہو۔

ہر خیالے را، بروں انداختم
حرفِ نعت تو برآمد، از قلم
خامۂ من کارِ خوشتر، چہ کُند؟
جُز نوِشتن مدحت شاہِ امم
نعت راایں رمز عاقبؔ گوش کُن
عشق را قرطاس کُن، دل را قلم

نعت گوئی سے حسنین عاقبؔ کے ذوق و وجدان اور طبیعت کو ایک خاص لگاؤ ہے۔ بلکہ ان کے فن کا کمال ہی نعت گوئی کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ فارسی نعت گوئی کے ساتھ ساتھ ان کے فن و فکر کے اصل جوہر ان کی انگریزی نعتیہ شاعری میں کھلتے ہیں۔ وہ دنیا کے ان معدودے چند

شاعروں میں شامل ہیں جنہوں نے اہلِ زبان نہ ہونے کے باوجود انگریزی زبان میں شاعری اور نعت گوئی کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہاں انگریزی شاعری کے بحر، وزن اور آہنگ سے لے کر جملہ فنی لوازمات پر ان کی حیرت انگیز قدرت ایک قاری کو اچنبھے میں ڈال دیتی ہے اور اس کی زبان سے برجستہ طور پر 'ایں سعادت بزورِ بازو نیست' کے شکریہ کلمات نکلتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک آفاقی دین ہے جسکی مخاطب پوری انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو پوری انسانیت کے لئے شمعِ ہدایت، رہنما اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی تعلیمات اور پیغام کے ذریعے انسانیت کو شرک وکفر اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لانے کو اپنی بعثت کا مقصد بنائے رکھا تھا۔ حسنین عاقبؔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور آپ ﷺ کے پیغام کی اہمیت کا مکمل شعور رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنی نعتوں کے لئے رحمت اللعالمین ﷺ کی مشعلِ ہدایت کی ضیاء سے نور حاصل کر کے انگریزی شاعری کے ابواب کو منور کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت کی ضرورت اور مقصد اور آپ کی رحمتِ عالم ہونے کو کس قدر خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

God was very considerate and kind
And He made up His mind,
To Arab, He sent his last messenger
Who was the entire world's purifier.
From Almighty, let me say and mind,
He was a gift to the whole mankind.

اگرچہ حسنین عاقبؔ کے سامنے انگریزی نعت نگاری کی کوئی واضح روایت موجود نہیں، تاہم ان کے فن کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے اپنی انگریزی نعتوں میں نعت گوئی کے تمام شعری، فنی اور فکری لوازمات کو بدرجہ احسن ملحوظ رکھا۔ انگریزی شاعری کے آہنگ کو بھی مجروح نہیں ہونے دیا تو ساتھ ہی آپ ﷺ

کے پیغام کی حقانیت کو بھی کما حقہٗ پیش کر دیا۔ دراصل، حسنین رسول مقبول ﷺ کی محبت میں حد درجہ سرشار ہیں اور یہی جذبۂ سرشاری ان کی انگریزی نعتیہ شاعری کا محرک ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی آمد کا مقصد اور صفات عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے کس قدر مہارت سے سلسلۂ انبیاء پر ختم نبوت کی مہر لگا دی کہ ایک قاری کے سامنے بعثت سے لے کر تکمیل دین کا پورا منظر نامہ آ گیا اور وہ عش عش کر اُٹھا۔

This is the part of my faith and my belief

That on tree of prophethood, he was the last leaf.

His pious teachings were the sign of salvation

It were for world's complete reformation.

Before he left the world, his work he had done.

دنیا کے تمام ہی صف اول کے سوانح نگاروں نے آپ ﷺ کی سیرت کی تمام خوبیوں اور اسوۂ حسنہ کے ہر پہلو کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ حسنین عاقبؔ نے اپنی ایک انگریزی نعت میں محمد عربی ﷺ کے ان تمام سوانح نگاروں کے تاثرات کو شعری پیکر عطا کر کے نہ صرف نعت گوئی کے کینوس کو وسیع کیا ہے بلکہ انسان کامل ﷺ کے اتباع کی دنیا بھر کے قارئین کو دعوت بھی دی ہے۔ حسنین کا انداز نعت گوئی ملاحظہ ہو۔

" Of all sacred religions", Leo Tolstoy says,

"In prophet's teachings, we find essences".

In "Genuine Islam", G.B.Shaw writes with heed,

"For the future Europe, acceptable wil be Mohammad's creed".

Keeping his faith, solemn, sincere and dart,

In the "100", thus put in Micheal Hart,

"Supremely successful for religious and secular cause,

The only man in human history, the prophet was..."

اردو زبان کی دلکشی، اردو شاعری کی جادو بیانی اور اپنی کمیت اور کیفیت، ہر دو لحاظ سے اردو شعر و ادب کی اہمیت کے باوجود اردو والوں کے یہاں جن شعبوں میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے، ان میں سب سے اہم شعبہ ''وضع اِصطلاحات'' کا ہے۔ اس شعبہ میں ہمارے یہاں ابتداء ہی سے بہت کم توجہ دی گئی ہے اور رفتارِ زمانہ کے ساتھ تشنگی کا احساس مزید بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہندوستان کی دیگر علاقائی زبانوں کی طرف توجہ کی جائے تو وہاں اس باب میں قدرے بہتر اور منظم کام نظر آتا ہے۔ جب اردو ہی میں وضع اِصطلاحات کی طرف کم توجہی ہو تو اردو شاعری کی بعض اصناف جو دنیا بھر میں نظم، غزل، حمد و نعت کے ناموں سے بھی مقبول ہیں اور دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی انہی ناموں سے پکاری جاتی ہیں، ان کے لئے متعلقہ زبانوں میں کسی اصطلاح یا متبادل کا وضع کرنا اردو والوں کے لئے امرِ محال بن جاتا ہے۔ جناب حسنین عاقبؔ کی فکرِ رسا، ذوق و وجدان اور جذبۂ خلوص کو صد آفرین کہ انہوں نے انگریزی میں نعتیں لکھنے کا ارادہ کیا تو نعت کے لئے انگریزی میں کوئی متبادل لفظ نہ پا کر ان کے ذوق نے سب سے پہلے نعت کے لئے کسی اصطلاح کا مطالبہ کیا۔ درحقیقت کسی اصطلاح کا اختراع کوئی آسان کام نہیں۔ پھر جب معاملہ کسی غیر زبان کا ہو تو اس کام کی مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں اُس زبان کی دیگر متعلقہ اصطلاحات کے علم کے ساتھ ساتھ زبان کے مزاج سے کُلی واقفیت، الفاظ کے صوتی آہنگ کا ادراک اور اس اصطلاح کے قبولِ عام کے پیش نظر سلیس، عام فہم اور قابل ادا الفاظ کے انتخاب کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ حسنین عاقبؔ نے نعت کے لئے اصطلاح وضع کرتے وقت لفظ prophet اور poem کو اس قدر مہارت، چابکدستی اور خوبصورت انداز میں یکجا کر کے اصطلاح PROPHIEM

ایجاد کی ہے کہ یہ متبادل اپنے صوتی آہنگ کے ساتھ ساتھ زبان کے مزاج اور مطالبات پر بھی پورا اُترتا ہے۔ نیز ''عمل وِضع اِصطلاح'' کے اصول وضوابط اور تقاضوں کی بھی مکمل پابندی کرتا نظر آتا ہے۔ حسنین نے اپنی ایک نعت میں اس کی وضاحت یوں کی ہے۔

For such poem in English, I attribute a word
This word, I am sure, no one may have heard.
'Proph' is for prophet, 'em' is for poem, joined by 'i',
I am telling all this, before you ask me, 'why'.
A prophiem wades through the life of prophet
His deeds, teachings, his person, and events he met.
Although on island of knowledge, I am an elf,
The coinage of 'prophiem', I owe to god and myself

بظاہر حسنین عاقبؔ کا یہ کام محض ایک متبادل کے اختراع کا ہے، تاہم صرف اس ایک کام کی دنیا بھر کے علمی حلقوں اور ارباب ِشعر و ادب کی جانب سے جو پذیرائی ہوئی ہے، اس سے اس کام کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ کام دنیا میں پہلی بار ہوا ہے اس لئے عالمی سطح پر انگریزی شعر و ادب میں کام کرنے والوں کی امید برآئی اور ان کے لئے ایک اہم معرکہ سر ہو گیا۔ انگریزی ادب کے نامور اہل قِلم اور ارباب ِنقد وشعر نے حسنین عاقبؔ کے اس کام کو جن الفاظ میں خراج ِتحسین پیش کیا ہے، اگر ان تمام تاثرات کو یہاں شامل کر دیا جائے تو یہ مضمون ان کے مناقب ہی سے بھر جائے گا۔ لہٰذا یہاں چند اہل قِلم کی آراء کو نقل کیا جاتا ہے جس سے قارئین کو صاحب ِموصوف کے کام کی اہمیت اور افادیت کا علم ہو سکے۔ بزرگ امریکی شاعرہ Lorraine Colon نے نعت کے انگریزی متبادل لفظ prophiem کی اختراع پر اپنی حیرت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

I enjoyed reading your poem. This coining of a new word is quite clever. And you explained so clearly how you arrived at this word. Truly, an inspired writing.

(Lorraine Colon,

Missourie, United States Of America.)

(میں آپ کی نظم پڑھ کر بہت محظوظ ہوئی۔آپ نے نہایت ہوشیاری سے ایک نیا لفظ ایجاد کیا ہے۔اور آپ نے اسکی تشریح بھی بہت صاف طور پر کردی ہے۔حقیقتاً یہ ایک تحریک دینے والی تحریر ہے۔)

ایک اور شاعرہ، اسماء الصدیق لکھتی ہیں۔

I was confused about what PROPHIEM means at first. But now that I know the meaning, it is very creative ! Great poem, Masha allah.

)Asmaa-Assiddiq. Decatur. Georgia (

(ابتداء میں مجھے اُلجھن ہوئی کہ prophiem کے کیا معنی ہوتے ہیں۔لیکن اب جبکہ مجھے معلوم ہو چکا ہے، یہ نہایت تخلیقی عمل ہے۔عظیم نظم، ماشاءاللہ۔)

انگلینڈ کے ایک شاعر اور نقاد ڈیوڈ ووڈس نے اس ضمن میں اپنے تاثر کا یوں اظہار کیا۔

A delightful poem where you coined a new word.

(David woods, Swansea, United Kingdom)

(ایک خوشگوار نظم جس میں آپ نے ایک انگریزی لفظ ایجاد کیا ہے۔)

اور آخر میں انگریزی کے نہایت باصلاحیت اور نوجوان عیسائی شاعر سالومن اوکائی سابور کے یہ الفاظ جنہیں پڑھ کر حسنین عاقب کے معیارِ فن کے تئیں ہمارا یقین مزید بڑھ جاتا ہے۔الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

Whenever I read poems of this ilk, I am.. weak, in amazement. What is that you think when you take to write? Gracious God! When I saw first the word PROPHIEM, I sought my lexicon, but could not find it. But then when I was done reading, I thought the word had existed a long time by the way and manner it's meaning was diagnosed and treated. I am in awe and convinced that God hears my prayer for you that HE USES YOU LIKE THE PEN OF A READY WRITER.

(Soloman Walker Akaisabor. Nigeria.)

(جب میں اس قسم کی نظم پڑھتا ہوں تو میں حیرت میں پڑ جاتا ہوں۔ جب آپ لکھنے بیٹھتے ہیں تو آپ کے ذہن میں کیا ہوتا ہے؟ سبحان اللہ۔ جب میں نے پہلی دفعہ لفظ prophiem پڑھا تو میں نے اپنا تمام تر ذخیرۂ الفاظ چھان مارا لیکن مجھے یہ لفظ کہیں نہیں ملا۔ پھر میں نے سوچا کہ جس ڈھنگ سے اس لفظ کے معنی کی تشخیص اور برتاؤ نظر آتا ہے، یہ لفظ تو بہت طویل عرصے سے موجود ہے۔ مجھے تعجب ہے اور یہ میرا یقین بھی ہے کہ آپ کے لئے کی گئی میری دعا خدا ضرور سنتا ہے کہ وہ آپ کے قلم کو کسی مشاق قلمکار کی طرح استعمال کرتا ہے۔)

حسنین عاقبؔ کے اس کمالِ فن کے تئیں دیگر مشہور عالمی شخصیات کی آراء آپ اسی کتاب میں کسی اور جگہ پڑھ سکیں گے۔ درحقیقت کسی بھی زبان میں کسی ایک لفظ کا اختراع یا coining آسان عمل نہیں ہے۔ اس کے لئے علم و آگہی اور ذوق و وجدان کے ساتھ ساتھ توفیق اور الہام بھی درکار ہوتے ہیں۔ پھر معاملہ جہاں تقدیسی ادب اور شاعری سے متعلق ہو تو سعادت، توفیق اور الہام کے پہلو مقدم ہو جاتے ہیں بقول شخصے

توفیق عزیز است بہر کس نہ دہند

ایں گوہرِ ناسُفتہ بہر خس نہ دہند

حسنین عاقبؔ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ یہ گوہرِ ناسُفتہ ان کے حصہ میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے نعتِ پاک کے انگریزی متبادل کی انہیں توفیق ودیعت کی۔ حسنین عاقبؔ کے انگریزی نعتیہ کلام کا مطالعہ کرتے ہوئے یقیناً ہر قاری ان کے کلام کی برجستگی، ندرت بیانی اور بلند خیالی کی بے ساختہ داد دے گا کہ ان کی یہ نعتیہ شاعری ''ایں چیزے دیگرے است''، کے مصداق ہے۔ اس مقالے میں حسنین عاقبؔ کی ہمہ پہلو ادبی شخصیت سے صرف انگریزی نعتیہ کلام ہمارے پیشِ نظر تھا اور مقالے کی طوالت کے باوجود راقم الحروف کو صرف اس ایک پہلو پر مکمل گفتگو نہ کر پانے کا احساس ہے تو ان کے دیگر ادبی کارناموں کے تذکرے اور تفصیل کا یہاں کیا موقع! حسنین عاقبؔ جس حیرت انگیز طریقے سے شعر و ادب کی مختلف اصناف میں اپنے فکر و فن اور اپنے قلم کا جادو دکھا رہے ہیں، اس سے یہ یقین ہو گیا ہے کہ انشاء اللہ مستقبل قریب ہی میں ان کی ہمہ جہت شخصیت کے دیگر پہلوؤں کا بھرپور تعارف ادبی دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

شعبۂ

حمد و مناجات

حمد

یہ بات طے ہے کہ تیری حمد و ثناء خدایا، بہت ہے مشکل
مگر یہ سب تذکروں کی منزل، یہی ہر اک گفتگو کا حاصِل

دیا ہے یوسفؑ کو حسن، بخشی ہے تو نے موسیٰؑ کو ہم کلامی
عطاء کئے معجزے، صحیفے پیمبروں پر کئے ہیں نازل

جہاں میں تاریکیاں بڑھیں جب، رسولِ اکرمؐ کو تو نے بھیجا
وہ فخرِ کُل یعنی شاہِ بطحا، وہ مہرِ تاباں، وہ ماہِ کامِل

یہ شاخِ گل یہ شجر کی ٹہنی، یہ لقمۂ تر، یہ آبِ شیریں
ہیں تیری قدرت کے سب مظاہر، یہ دانہ دانہ، یہ آب یہ گِل

تری عطاؤں کو گنتے گنتے یہ سارے ہندسے بھی تھک گئے ہیں
ہوا نہ پیدا، نہ ہو سکے گا، شمار کرنے کے ہو جو قابل

کٹھن ہے رستہ، ہوا مخالف، مرے سفر کا تو ہی محافظ
ہے تو ہی کشتی، تو ہی کھویا، تو ہی سمندر، ہے تو ہی ساحل

✪

جو لینے دینے کے سلسلے ہیں، نہ ان کی حد ہے نہ انتہا ہے
سخی ہے تجھ سا، گدا ہے مجھ سا، عطا نہ تجھ سی، نہ مجھ سا سائل

اُسی کی ملتی ہے جب اجازت، زمیں اُگلتی ہے پھول پھل سب
وہ حکم دے تو چلیں یہ بادل، اسی کی قدرت کے سب ہیں حامل

اُسے محبت ہے ہم سے بے حد، وہ خالق دو جہاں ہے پھر بھی
ذرا تکلف سے کام لیجے، عبادتوں کا وہی ہے حاصل

چلو ہم ایسا کریں کہ اس کی نظر بچا کر گناہ کرلیں
مگر ہے سب کچھ نظر میں اس کی، ہر ایک منظر میں ہے وہ شامل

ہٹا لے غفلت کے پردے عاقبؔ، سجا لے ماتھے پہ نقشِ توبہ
ابھی ہے ساقی کرم پہ مائل، جمی ہوئی ہے ابھی یہ محفلِ

مناجات

خدایا مجھ کو ترا لطفِ بے کنار بھی دے
تری عطا کے سمندر پہ اختیار بھی دے

دو گھونٹ میں نے لئے جامِ عبدیت سے مگر
قبول جس سے عبادت ہو وہ خمار بھی دے

بہت گھٹن ہے گناہوں کی پاسداری میں
مرے خدا! مجھے اس راہ سے گزار بھی دے

سمندروں کو جو شرما دے ایسی وسعت دے
طوالتوں پہ ہو بھاری وہ اختصار بھی دے

جہاں سے خود کے سوا کچھ نظر نہ آئے جنہیں
انہیں پھر ایسی بلندی سے تو اُتار بھی دے

ترے کَرم نے جسارت بڑھا دی ہے اتنی
یہ دِل بھرے گا نہیں، تو ہزار بار بھی دے

تو کُن سے دیتا ہے مُردوں کو زندگی کی نوید
اگر تو چاہے تو زِندوں کو پَل میں مار بھی دے

وہ کشتیاں جو کناروں پہ راہ تکتی ہیں
سمندروں میں انہیں دفعتاً اُتار بھی دے

اگر ہے شہرتِ بے داغ قسمتِ عاقبؔ
تو عاجزی بھی، طبیعت میں انکسار بھی دے

حمد

کیا کیا نہ کِیا تو نے جب انساں کو اُتارا
آکاش کو خیمہ کِیا، دھرتی کو سنوارا

بخشے ہیں سمندر کو صدف اور گُہر بھی
پھر مصلحتاً تو نے انہیں کر دیا کھارا

ہر شئے کی زباں پر تری وحدت کے ہیں نغمے
یہ ٹھنڈی ہوا باغ کی، ندیا کی یہ دھارا

ہم پر جو ترے حق ہیں، ادا ہو نہیں سکتے
اور تیرے بِنا ہوتا نہیں اپنا گُزارا

میں بے سَروساماں، نہ کوئی آس نہ اُمّید
تو آپ ہی کشتی مری، اور تو ہی کِنارا

میں، اور رہوں بے کس و بے یار و مددگار!
ہو سکتا نہیں یہ تری قدرت کو گوارا

چٹکی میں بَر آئیں سبھی عاقبؔ کی مُرادیں
ہو جائے تری سمت سے گر ایک اِشارا

حمد

ہر عبادت کا مُدعا ہے کون؟
تو نہیں، تو ترے سِوا ہے کون؟

چاہتا ہوں کہ سب تجھے مانیں
یہ نہ بولے کوئی، خُدا ہے کون؟

ہر نَفَس کی زباں پہ تیری ثناء
تیری تعریف کر سکا ہے کون؟

سارے رِشتے محض تکلّف ہیں
میرا جگ میں ترے سِوا ہے کون؟

آس ہے بس ترے کَرم کی ہمیں
ورنہ دنیا میں بے خطا ہے کون؟

سُن کے عاقب کو بول اُٹھے سب لوگ
مدحتِ رب یہ کر رہا ہے کون؟

حمد

واقعی، اے خدا! ہے سب کے لئے
تیرا لنگر کھُلا ہے سب کے لئے

کیا گنہگار اور کیا زاہد !
رحمتوں کی گھٹا ہے سب کے لئے

تونے روشن کِیا ہے سورج کو
یہ دِیا، جل رہا ہے سب کے لئے

کوئی لائے کہاں سے یہ خوبی؟
تیرا دِل تو بڑا ہے سب کے لئے

یہ جو دنیا ہے، ہاں، یہی دنیا !
کارخانہ بنا ہے سب کے لئے

تیری رسّی کو تھام لے دنیا
یعنی اِس کا سِرا ہے سب کے لئے

تم بھی آؤ قطار میں عاقبؔ
توبہ کا دَر تو وا ہے سب کے لئے

حمد

گفتگو تیری کروں شام و سَحر
اور مگن ہو کے سُنیں جنّ و بشر

جس سے راضی ہوئے اللہ، نبیؐ
اس کی خدمت کریں یہ شمس و قمر

جو بھی کرنا ہو، بصد شوق کرو
اپنا انجام رکھو پیشِ نظر

ایک اک سانس کا ضامن ہے خدا
حادثے لاکھ کریں زیر و زبر

اس سے بچ کر بھی کہاں جائیں گے؟
وہ کہ ہر پل کی جو رکھتا ہے خبر

رب کو مطلوب اطاعت ہے مِیاں!
کیجئے بند 'اگر' اور 'مگر'

بس یہی خواہش عاقبؔ ہے خُدا!
قبر میں ساتھ نہ ہو گردِ سفر

حمد

آج حُجّت تمام کرتے ہیں
زندگی رب کے نام کرتے ہیں

یہ تقاضے ہیں بندگی کے میاں
ہم تو دِل کو امام کرتے ہیں

اے خُدا! کھینچ لے نکیل ان کی
سرکشی کچھ غلام کرتے ہیں

عبدیت محوِ سجدہ ہے یعنی
بندے رب سے کلام کرتے ہیں

چلئے، اقرارِ وحدتِ حق پر
عمر کا اختتام کرتے ہیں

بعد از مدحتِ خدا، عاقبؔ
ذکرِ خیر الانامؐ کرتے ہیں

حمد

یا الٰہی! میں ہوں تنہا، مجھے محفل کر دے
تو مری ذات کو ہر فیض کا حاصل کر دے

تیز لہریں ہیں سمندر کی، مخالف ہے ہَوا
میری کشتی کو عطا پھر کوئی ساحل کر دے

کوئی جوہر ہو چھُپا مجھ میں تو کر دے روشن
ناتراشیدہ ہوں، مجھ کو کسی قابِل کر دے

راہ سیدھی ہو، چلوں جس پہ ترا نام لئے
نیک لوگوں کی صفوں میں مجھے شامِل کر دے

بس یہی تجھ سے دعا کرتا ہے عاقبؔ تیرا
میں ہوں رستے میں، عطا مجھ کو تو منزل کر دے

حمد

سب کے آقا، سب کے داتا
دل یہ تیرے گیت ہے گاتا

دین دکھی کا ، تو ہی سہارا
سارے جگ کا پالن ہارا

نام کو تیرے کبھی نہ بھولوں
اور تجھی کو حال سُناؤں

در پر تیرے جو بھی آئے
ہاتھ وہ خالی کبھی نہ جائے

دیکھ سکوں جو وہ ہے تیرا
جو نہ دیکھوں ، وہ بھی تیرا

لفظ بھی تیرے، گیان بھی تیرا
ساتھ ہو لیکن دھیان بھی تیرا

بولے پپیہا، کوہو، کوہو
کہاں نہیں تو، کدھر نہیں تو

اللہ سائیں!

نَفس نَفس پر تِری حکومت، اللہ سائیں
دھڑکن دھڑکن، تری عبادت، اللہ سائیں

ندیاں، پربت، جھرنے، تیرے ہی گُن گاتے ہیں
سب کے سُروں میں، تیری وحدت، اللہ سائیں

لُٹتی عصمت، قتل کے منظر، بکھرے ہر سو
اور بھلا پھر، کیا ہے قیامت، اللہ سائیں؟

شیطاں تیری قدرت کو جو للکارے ہے
دشمن کی تیرے، اتنی جرأت، اللہ سائیں!

چھاؤں، دھوپ، ہوا، جل، اگنی، دھرتی، آکاش
اک اک سانس بھی تیری نعمت، اللہ سائیں!

اور میں کب تک سہتا جاؤں، وقت کے نخرے
مجھ پہ چھڑک دے، اپنی رحمت، اللہ سائیں!

لاکھ بُرا ہے عاقبؔ، عفو کا سرچشمہ تُو
کہتے ہیں میرے، اشکِ ندامت، اللہ سائیں!

خامسہ

(یہ صنف عاقبؔ کی ایجاد ہے جس کا ہر شعر پانچ ارکان پر مشتمل ہے)

اے خُدا!
خالقِ دو جہاں، تو مرا آسرا
بندگی
ہیں نمازیں تری، تجھ کو سجدے روا
غم کُشا
آپڑا وقت عجب، مہرباں ہو ذرا
لم یزل
ابتداء تو ہی ہے، تو ہی ہے انتہا
دو جہاں
ہیں فنا سب یہاں، اک تجھی کو بقاء
کیا ہوں میں؟
عاجز و خوش گُماں، عاقبؔ نارسا

شعبۂ

نعت

نعت

یہ کِس کا فیض ہے، کِس کی عطائیں بات کرتی ہیں؟
برستی ہیں جو رحمت کی گھٹائیں، بات کرتی ہیں

نہ جان و دِل، نہ مال و دولت ِ دنیا مقدّم ہے
محمدؐ کے غلاموں کی وفائیں بات کرتی ہیں

نبیؐ کی اک نظر نے بخش دی یثرب کو گویائی
زہے قسمت! مدینے کی ہوائیں بات کرتی ہیں

درودِ پاک پڑھ کر ہی خدا سے مانگتا ہوں سب
وسیلہ جب ہوا ایسا تو، دعائیں بات کرتی ہیں

یہ کون آیا؟ ہر اک منظر پہ کِس کا نقش اُبھرتا ہے؟
اِسی بارے میں اب چاروں دِشائیں بات کرتی ہیں

محمدؐ آنے والے ہیں، سبھی نے یہ خبر دی تھی
صحیفے اور ویدوں کی کتھائیں بات کرتی ہیں

حضورؐ آئے تو، عاقبؔ، مِل گیا والی یتیموں کو
سَروں پر تن گئیں جو، وہ رِدائیں بات کرتی ہیں

نعت

ذکرِ نبیؐ سے خالی کبھی زندگی نہ ہو
ایسا ہو گر تو دِل میں کوئی بے کلی نہ ہو

چھُپ جائے کاش حشر میں فردِ عمل مری
تا کہ مرے حضورؐ کو شرمندگی نہ ہو

جس نے گزار دی ہو شریعت پہ زندگی
بندہ وہ اور کیا ہو؟ اگر وہ وَلی نہ ہو

جیتا ہوں میں یہ سینے میں ارماں لئے ہوئے
ترسٹھ سے عمر میری، خدایا، بڑی نہ ہو

ہر اک دعا میں واسطہ دیتا ہوں آپؐ کا
ممکن نہیں کہ شاخِ تمنا ہَری نہ ہو

عشقِ نبیؐ کا ایک تقاضہ سمجھ اِسے
یعنی جو بات ان کی ہو، وہ سرسَری نہ ہو

عاقبؔ پہنچ تو جائے مدینہ بس ایک بار
دنیا بلائے کتنا ہی، پھر واپسی نہ ہو

نعت

یہ جبریلؑ ہیں، یہ نبوت کھڑی ہے
یہ غارِ حِرا اور نزولِ وحی ہے

یہ فرشِ زمیں اور یہ پتلی چٹائی
شہِؐ دو سَرا کی یہی سادگی ہے

فرشتے یہ کہتے ہیں معراج کی شب
خدا کے قریں کوئی ہے تو یہی ہے

وہ ناقہ سوارؐ اور مدینے کی گلیاں
صدا دم بدم مرحبا آرہی ہے

محمدؐ کی اک ذات میں کیا نہیں ہے؟
بشر ہے، شفیعؐ الامم ہے، نبیؐ ہے

وہ فاراں کی چوٹی پہ ماہِ منوّر
جہاں میں اُسی کی یہ سب روشنی ہے

ذرا قول سے آگے بڑھ جاؤ عاقبؔ
کہ مُضمر اسی میں رضائے نبیؐ ہے

نعت

تمھی ہو فخرِ عبدیّت، جہاں خالق، وہیں تم ہو
تمھی ہو عرش کے مہماں، شہنشاہِ زمیں تم ہو

شبِ معراج بولے انبیاء مِل کر محمدؐ سے
اِمامت ہے تمھاری یا نبیؐ! مسند نشیں تم ہو

نیازِ عشقِ مولائی تمھیں حاصل، تمھیں زیبا
محبت کے اَمیں تم ہو، سراج العاشقیں تم ہو

جمالِ حُسنِ یوسفؑ، معجزہ اپنی جگہ ثابت
مگر یوسفؑ کو جس پر رشک ہو، ایسے حَسیں تم ہو

رسالت کی گواہی کے بنا ایماں ادھورا ہے
مُسلّم ہے خدائی تو، مگر اس کا یقیں تم ہو

کہاں ممکن کسی دوجے میں یہ سب خوبیاں ہونا
معلم تم، تمھی رہبر، تمھی صادِق، امیں تم ہو

کہاں حسنین عاقبؔ اور کہاں دعویٰ عقیدت کا
مگر یہ جانتا ہوں میں، مرے دِل کے قریں تم ہو

نعت

نہ زادِ راہ، نہ کوشش ہے راہبر کے لئے
تری نظر ہی بہت ہے مرے سفر کے لئے

وسیلہ جب بھی محمدؐ کا پیش کرتا ہوں
دعائیں خود ہی نکل پڑتی ہیں اثر کے لئے

نبیؐ کا عشق تو مومن کا جُزوِ ایماں ہے
یہاں جگہ نہیں کوئی 'اگر مگر' کے لئے

یقین ہے کہ شفاعت کا مستحق ہوں میں
بچا رکھا ہے ندامت کو چشمِ تر کے لئے

شہِ اممؐ نے اِشارا جو کر دِیا اُس کو
دو نیم ہونا تو لازم ہی تھا قمر کے لئے

خدا کی ذات پہ ایمان اور عشقِ نبیؐ
بہت ہے توشہ یہی عمرِ مختصر کے لئے

نثار نامِ محمدؐ پہ ذات عاقبؔ کی
کچھ اور سوچا نہیں میں نے عمر بھر کے لئے

نعت

نکل کر مدینے سے دِل کو چلی ہے
یہ عشقِ نبیؐ کی نرالی گلی ہے

مجھے دید روضے کی ہوگی عطا کب؟
مری عمر آقاؐ، گزرتی چلی ہے

سُنا ہے غریبوں سے رکھتے ہو الفت
تو پھر اِس امیری سے غربت بھلی ہے

منوّر، معطّر، ہے بطحا کی ہر شئے
کہ مٹّی بھی اس شہر کی صندلی ہے

محمدؐ کے نقشِ قدم پر چلے جو
خدا کی قسم! وہ تو کامل وَلی ہے

نہیں اور رغبت کوئی دِل میں عاقبؔ
محمدؐ، محمدؐ، یہی دھن بھلی ہے

نعت

سارے نبیوں کے نصیبوں میں اِمامت ہے تری
کیا ترا درجہ ہے، اور کیسی رِسالت ہے تری !

وہی قرآن جو اُترا تھا حِرا میں تجھ پر
حضرتِ عائشہؓ کہتی ہیں کہ سیرت ہے تری

ہے یہ نبیوں کی تمنا تری امت میں رہیں
کیا تری شان ہے، کیا شانِ نبوّت ہے تری !

تیرے ہر لفظ کو تائیدِ خدا ہے حاصل
ناز دشمن کو تھا جس پر، وہ صداقت ہے تری

امِ عمارہؓ تھی زخمی، ترے قدموں پہ نثار
اس کے سر چڑھ کے جو بولی، وہ محبت ہے تری

جب ضرورت پڑی اسلام کو، دی کس نے صدا؟
یہ خدیجہؓ ہے تری، اِس کی تجارت ہے تری

اتنی خواہش ہے کہ فہرست میں عاقبؔ بھی رہے
حوضِ کوثر ہے ترا، اور شفاعت ہے تری

نعت

نبیؐ نے نور اپنا جب فلک کی سمت اُچھالا ہے
اسی لمحے سے ہر شمس و قمر کے لب پہ تالا ہے

ذرا آنکھیں دِکھائیں تو پڑھا صلِّ علیٰ ہم نے
وسیلہ تیرا دے کر ہر اک مشکل کو ٹالا ہے

جسے دیکھا کئے جبریلؑ صدیوں نور کی صورت
خدا نے قالبِ آدمؑ میں پھر وہ نور ڈھالا ہے

جہالت اور گُم راہی پہ آمادہ تھے اکثر لوگ
'نظامِ دہر کو آ کر محمدؐ نے سنبھالا ہے'

ترے قربان ! بیٹی کو وِراثت بخشنے والے
کَرم نے تیرے جس کو زندہ قبروں سے نکالا ہے

یہ ہے حسنین عاقبؔ کی تمنا روزِ محشر وہ
یہ کہہ دیں بندہ یہ میری شفاعت پانے والا ہے

نعت

فتحِ مکّہ ہے، ترا دِل ہے، مروّت ہے تری
دشمنوں کو ہے یقیں جس کا، سخاوت ہے تری

شَبِ معراج کھُلے عرش کے سب دروازے
میزباں تیرا خدا، اور ضیافت ہے تری

رشک کرتے ہیں ابو بکرؓ کی قسمت پہ سبھی
غار ہے ثور کا، اور اس پہ رفاقت ہے تری!

تیری شاہی کی بھلا کون کرے پیش مِثال
شاہِ عالمؐ ہے تو اور فقر ہی دولت ہے تری

میرا ایماں ہے تجھے نورِ مجسم جانوں
روشنی چاند میں ہے جس سے وہ صورت ہے تری

عشق تیرا ہے مسلماں کے لئے آبِ حیات
تو ہے امّت کے لئے اور یہ امّت ہے تری

اِس گھَنے سائے میں عاقبؔ کو بھی مِل جائے پناہ
روئے عالم پہ جو چھائی ہوئی رحمت ہے تری

نعت

پہنچوں درِ حبیبؐ پہ، گر زندگی رہے
پھر اس کے بعد یوں ہو کہ دنیا تھمی رہے

نسبت ہمیں بھی اس لئے ولیوں سے ہے میاں
عاشق نبیؐ کے سب رہے، جتنے وَلی رہے

اے فخرِ کُل! خدا سے یہی مانگتا ہوں میں
قائم تری حدیث پہ یہ زندگی رہے

تم سا ہو سننے والا تو مولا کے فضل سے
ممکن نہیں کہانی مری اَن کہی رہے

اعمال تو نہیں ہیں مگر ایک شکل ہے
انؐ کے کرم کی حشر میں چادر تنی رہے

عاقبؔ! نبیؐ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے
اخلاص میں ترے نہ اگر کچھ کمی رہے

نعت

وہ تو بس عشق ہی سکھلاتا ہے ہمّت کرنا
ورنہ آسان کہاں ہے تری مدحت کرنا

قوّت و شوکت و انصاف و تدبّر، حِکمت
تونے دنیا کو سِکھایا ہے قیادت کرنا

فاطمہ بنت محمدؐ پہ بھی قائم ہیں حدود
گر ہے زیبا تو تجھی کو ہے عدالت کرنا

چوُر زخموں سے ہوئے جاتے ہیں طائف میں رسولؐ
یہ ہے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنا

تیری سیرت میں ہے قرآنِ مقدّس کا جمال
تجھ کو پڑھنا بھی تو گویا ہے تلاوت کرنا

نعتِ عاقب کو بھی حاصل وہ شَرف ہو جیسے
تیرا حسان کی نعتوں کو سماعت کرنا

فارسی نعت

ہر خیالے را بروں انداختم
حرفِ نعتِ تو' بر آمد از قلم

خامۂ مَن کارِ خوشتر چہ کُند
جُز نوشتن مدحتِ شاہِ اُمم

آرزوئے دید افزوں تر شود
چوں نظر بر گنبد خضرا کُنم

کوہِ فاراں از تجلّٰی نور شُد
چوں محمدؐ کلمہ زن شد صبح دم

صد ہزاراں انبیاء پیشِ نظر
کس نہ بینم مثلِ مختارِ اُمم

بشنو از مَن، اے کراماً کاتبین!
من گدایم او شہِ جود و کرم

نعت را ایں رمز عاقبؔ گوش کُن!
عشق را قرطاس کُن، دلِ را قلم

نعت

ظلمتیں چھٹ گئیں یہ پیام آگیا
صبح دَم روشنی کا امام آگیا

باخبر! باادب! سر بھی خم کیجئے
میرے لب پر محمدؐ کا نام آگیا

سرزمینِ عَرب تجھ پہ سب کچھ نثار
تیری قسمت میں ماہِ تمام آگیا

ذکرِ احمدؐ پہ ہیں ختم سب مدحتیں
اے قلم! ٹھہر، وقتِ قِیام آگیا

لو فرشتوں کے جھرمٹ ہیں سایہ فگن
بزم میں ذکرِ خیرالا نام آگیا

اپنا قِصہّ لیے آپ کے سامنے
دیکھیے دیکھیے، یہ غلام آگیا

لے کے عاقب عقیدت کا نذرانہ آج
آپ کو پیش کرنے سلام آگیا

نعت

چل گنبدِ خضرا کی مہکی ہوئی چھاؤں میں
ہم جا کے رہیں اے دل! محبوب کے گاؤں میں

کھُلتے ہیں یہاں جو لَب، پڑھنے کو درود اُن پر
پھر صَلِّ علیٰ کی ہے اک گونج فضاؤں میں

یہ کون نظر آیا فاران کی چوٹی پر
اک لرزہ مسلسل ہے پتھر کے خداؤں میں

چودہ سو برس پہلے اک شمع ہوئی روشن
پھیلا ہے جو اُجیارا اب چاروں دِشاؤں میں

ایمان منّور رہوں، جذبے ہوں خمار آلود
جب نعت فروزاں ہو ہر سمت فضاؤں میں

جس سمت چلا عاقبؔ اُس سمت مدینہ ہے
اور عشقِ محمدؐ کی زنجیر ہے پاؤں میں

نعت

آقا مرے مولا مرے سرکار محمدؐ
کب آؤں گا میں آپ کے دربار محمدؐ؟

دنیا بھی گئی ہاتھ سے، ایماں ہوا برباد
جس نے بھی کِیا آپ کا انکار محمدؐ

جاؤں میں کہاں آپ کے دامن کے سِوا اب
دنیا ہے بہت درپئے آزار محمدؐ

اک سمت جہنم ہے تو اک سمت گنہ گار
اور بیچ شفاعت کی ہیں دیوار محمدؐ

ہلکا ہوا دل آپ کو دکھ درد سُنا کر
جینا تو ہے ورنہ بڑا دشوار محمدؐ

رگ رگ سے مری آئے صدا کاش! خدایا
چاہت مری، خواہش مری، سنسار محمدؐ

عاقبؔ نے سجا تو دئے ہیں نعت میں الفاظ
ہے سوز و گداز آپ کا درکار محمدؐ

نعت

آپ فیاض و مختار رسولِ عربیؐ
میں گدا اور طلبگار رسولِ عربیؐ

آپ اقلیمِ نبوت کے شہنشاہ بھی ہیں
آپ پر ختم یہ دربار رسولِ عربیؐ

زندگی جس میں کوئی ذکر تمہارا نہ رہے
زندگی وہ تو ہے بے کار رسولِ عربیؐ

دشت میں چلتا ہوں جب نام تمہارا لے کر
راہ دے دیتے ہیں سب خار رسولِ عربیؐ

مجھ پہ دشمن کی عنایات بہت ہیں لیکن
اس کا پلٹا ہے ہر اک وار رسولِ عربیؐ

حوصلہ آپ سے قائم کہ بچا رہتا ہوں
وقت کی تیز بہت دھار رسولِ عربیؐ

قافلے سارے چلے جاتے ہیں طیبہ کی طرف
اور میں بے بس ولاچار رسولِ عربیؐ

مجھ کو اک بار بس اک بار بلا لو در پر
میں ہوں دنیا کا گرفتار رسولِ عربیؐ

پاس عاقبؔ کے بجُز عشقِ نبی ﷺ کچھ بھی نہیں
اور شفاعت کا ہیں آدھار رسولِ عربی

نعت

تھما ہوا سا جہاں کا نظام ہے ساقی
یہ تیرے آنے کا سب اہتمام ہے ساقی

فرشتے روزَنِ گردوں سے یہ بھی دیکھا کیے
صفوں میں سارے نبی، تو امام ہے ساقی

سماعتیں بھی، تکلم بھی رشک کرتے ہیں
نہ جانے کس سے ابھی ہم کلام ہے ساقی

تو رشکِ آدمِ خاکی ہے رشکِ قدسی بھی
دَرِ حرم پہ لکھا تیرا نام ہے ساقی

مری حیات کا مقصد ہے تیری خوشنودی
مرا یقین بھی تیرا غلام ہے ساقی

ترا وجود ہی تکمیلِ عشق عاقبؔ ہے
تیرے بغیر یہ جذبہ ہی خام ہے ساقی

نعت

پکارا دل سے میں نے جب نبی نبی نبی نبی
تو گونجنے لگی تبھی گلی گلی گلی گلی

ابوجہل کے ہاتھ میں تو کنکری بھی بول اٹھی
خدا کے بعد ایک تم نبی نبی نبی

تمہارے صدقے میں بنی ہے کائنات یہ تمام
کھلی تمہارے نام سے کلی کلی کلی کلی

ابوبکرؓ ،عمرؓ،علیؓ، تو ان کے ساتھ اک غنیؓ
یہ چار تھے رسولؐ کے ولی ولی ولی ولی

نزول برکتوں کا ہے مدینہ شہر میں سدا
ہے چاندنی میں رہ گزر دُھلی دُھلی دُھلی دُھلی

نعت

نبی نبی جی نبی نبی جی، زباں پہ جب بار بار ہوگا
شفاعتِ مصطفیٰ کا اپنے گلے میں آخر کو ہار ہوگا

اصول وآدابِ عاشقی تو اویس قرنیؓ سے کوئی سیکھے
جو خود کو معشوق میں کرے ضم، وہ عاشقوں میں شمار ہوگا

ہو بو بکرؓ کا سکون دِل اور عمرؓ کی آنکھوں کی روشنی ہو
علیؓ وعثماںؓ کی تم ہو چاہت بڑا مقدس وہ پیار ہوگا

زمین بطحا قریب آئی، نگاہ نیچی، خموش اے دل
یہاں کی مٹی میں ہم ملیں تو یہ باعثِ افتخار ہوگا

کسی کو یارانہ ہوگا جس دن ہماری ہوگی سفارش اُس دن
شَرف شفاعت کا جس کو حاصِل وہ کتنا بااختیار ہوگا

ہم اپنا سب کچھ نثار کیوں نہ کریں خدا کے حبیبؐ پر پھر
جو روزِ محشر بھی اپنی امت کے واسطے بے قرار ہوگا

اے حاجیو! تم مدینہ پہنچو، تو کہنا رو کر، حضورؐ سے یہ !
تمہارا عاقبؔ بھی منتظر ہے، کب اس کا ختم انتظار ہوگا

نعت

جھولیاں برکتوں سے بھر لیں گے
ذکرِ خیر الانامؐ کر لیں گے

بندگی رب کی اور عشقِ رسولؐ
ہم یہی توشۂ سفر لیں گے

ان کی نسبت یہ اپنا ایماں ہے
ہم غریبوں کی وہ خبر لیں گے

جس طرف نقشِ پا حضورؐ کے ہیں
زندگی اپنی ہم ادھر لیں گے

جو شفاعت کی سمت جاتا ہے
ہم اسی راستے کو دھر لیں گے

جس پہ شاہوں نے تاج وارے ہیں
ہم شہنشاہ اس کو کر لیں گے

ہم کو کافی ہے اک نظر عاقبؔ
ہم کہاں شمس اور قمر لیں گے

نعت

نعت میں جھوٹ کا جب بھی ہوگا گزر
جذبۂ عشق رہ جائے گا بے اثر

اک سہارا شفاعت کا ہے آپ کی
ورنہ دفترِ عمل کا ہے زیر و زبر

جو ہے پوشیدہ، وہ آپ پر منکشف
اور ہم پیش منظر سے ہیں بے خبر

روضۂ شاہِ عالم کی اک دید سے
پاک ہو جاتی ہے بد سے بدتر نظر

ہر بلا ہر مصیبت کو ہے یہ پتا
میرے ہر حال کی آپ کو ہے خبر

اس کی بگڑی بنی، عاقبت سج گئی
جس کو دیکھا حضور آپ نے اک نظر

نعت عاقبؔ کی بَن جاتی ہے مدّعا
جب بھی کہتا ہے وہ عشق میں ڈوب کر

نعت

میاں ذکرِ نبی کرنے کی عادت
ہے جنّت میں قدم دھرنے کی عادت

جہاں پیغام احمد گونج اٹھّا
بتوں کو پڑگئی ڈرنے کی عادت

نبیؐ کا نام جینے کا سہارا
اسی اک نام پر مرنے کی عادت

سخاوت کے اُدھر دریا رواں ہیں
ہمیں بھی جھولیاں بھرنے کی عادت

ادھر دشمن ستم کرنے کے عادی
اِدھر تھی درگزر کرنے کی عادت

درود اُن پر سدا پڑھنا ہے عاقبؔ
عقیدت کے رواں جھرنے کی عادت

نعت

جذبۂ عشق میں جب جب بھی اچھال آتا ہے
حاضری کب مری ہو گی یہ خیال آتا ہے

حشر ہو آپ کے پاؤں ہوں، مرا سر آقا
یہ تمنا کوئی سینے میں اُجال آتا ہے

عشق سے ہٹ کے نہ سوچو! نہیں! ہرگز بھی نہیں
ورنہ ایمان کی دولت پہ زوال آتا ہے

جب درود آپ پہ بھیجوں تو یہ لگتا ہے مجھے
بنک میں جیسے ڈپازٹ کوئی ڈال آتا ہے

سوچتی ہیں یہ حلیمہ! مری قسمت چمکے
آمنہ کا مری گودی میں جو لعل آتا ہے

شبِ معراج یہ بول اُٹھے فرشتے عاقبؔ
عرش کی سمت شہِ حُسن و جمال آتا ہے

نعت

ربّ نے بُلایا جب تجھے مہمان کی طرح
کس کی وہاں تھی شان، تری شان کی طرح

سرشار تیرے عشق میں جس کا بھی دل ہُوا
ایماں کسی کا کیا ہوا اُس ایمان کی طرح

بولے فرشتے، ہاں یہی خیر البشر ہے وہ
آتا ہے سوئے عرش جو سلطان کی طرح

اس نے جو کہہ دیا، تو ہے منشائے حق وہی
سیرت بھی اس کی، بات بھی قرآن کی طرح

جنت بھی اس کی، اس کا خدا، اس کا ہے رسولؐ
جو زندگی گزارے مسلمان کی طرح

جو نور بن کے عرش پہ صدیوں مقیم تھا
اُترا ہے وہ زمین پہ انسان کی طرح

قسمت کو اُس پہ ناز ہو، لفظوں کو ہو غرور
حسنینؔ نعت کہہ دے جو، حسانؓ کی طرح

نعت

نعت گوئی بھی اک سعادت ہے
یعنی حسانؓ کی وراثت ہے

آپؐ نے جو کہا روایت ہے
آپؐ نے جو کِیا ،شریعت ہے

نور بہنے لگا قلم سے میرے
نعتِ احمدؐ کی یہ کتابت ہے

امن عالم کے واسطے سب کو
تیرے پیغام کی ضرورت ہے

اک یہودن کو مل گیا ایماں
کیا مؤثر تری عیادت ہے

تو نے اقراء سے ابتداء کی تھی
کتنی کامِل تیری خطابت ہے

لڑکھڑائے نہیں ہیں پائے ثبات
یہ محمدؐ ہیں، یہ نبوّت ہے

دونوں یکتا ہیں اپنی خوبی میں
پہلے وحدت ہے پھر رسالت ہے

تیرا عاشق مجھے خدا نے کیا
مجھ پہ اس کی بڑی عنایت ہے

نعت کا لفظ لفظ ہے موتی
عشق! یہ سب تری کرامت ہے

کہہ رہا ہے یقین عاقبؔ کا
اُس کی تقدیر میں شفاعت ہے

نعت

توعشق مَن، تو شاہِؐ دیں
رشکِ فلک ، رشکِ زمیں

دیکھے بہت ہم نے حسیں
تجھ سا مگر کوئی نہیں

معراج کا مہمان تو
اے رونقؐ عرشِ بریں

قرآن ہے، سیرت تری
اے رحمتؐ اللعالمیں

دشمن پہ بھی تو مہرباں
یاروں میں تو خندہ جبیں

نبیوں کا تو سردار ہے
پیغامِ حق کا تو اَمیں

ایماں مِرا اس پر گواہ
جس جا خدا، تو بھی وہیں

محشر میں ہم ہوں اور خدا
اور تو شفیعُ المذنبیں

پڑھنے لگا عاقبؔ درود
جنّ و مَلک اس کے قریں

نعت

لائقِ تقلید عاقبؔ ہر ادائے مصطفیٰؐ
مسکراؤں میں بھی جیسے مسکرائے مصطفیٰؐ

بس وہی خالق جہاں کا، وحدہٗ اور ہیں رسول
آرہی ہے کوہِ فاراں سے صدائے مصطفیٰؐ

بے سہارا تھے جو ٹھکرائے ہوئے، بے کس، یتیم
ان کو لیتی تھی پناہوں میں رِدائے مصطفیٰؐ

نام کس کس کے گناؤں؟ کس کے دِل میں وہ نہیں؟
جن، ملائک اور بشر سب، ہیں فِدائے مصطفیٰؐ

اے خدا اس کے سِوا میں اور کیا خواہش کروں؟
روزِ محشر سَر ہو میرا، اور پائے مصطفیٰؐ

اس سے آگے کوئی مقصد اب نہ مجھ سے پوچھیے
زندگی بھر خدا اور پھر برائے مصطفیٰؐ

خامہ سجدہ ریز ہوتا جا رہا ہے دم بدم
نعت کے ہر شعر میں عاقبؔ، نوائے مصطفیٰؐ

نعت

کلیدِ سرفرازی ہم زمانے کو بتا آئے
ہو جنّت کی طلب جس کو، مدینے تک چلا آئے

کسی کے آنے جانے کا نہیں کچھ ہوش اب ہم کو
مقامِ عشق آجائے، نہیں تو پھر قضاء آئے

عمرؓ نکلے تھے کرنے فیصلہ ماہِ نبوّت کا
مگر لوٹے تو جان و دل محمدؐ پر لُٹا آئے

بہر صورت اِسے ہم تو عبادت ہی سمجھتے ہیں
خدا کا ذکر آجائے کہ نام مصطفیٰؐ آئے

تمنّا دِل میں اتنی ہے، رسول اللہ کے صدقے
کھلے جب قبر میں کھڑکی، تو جنت کی ہوا آئے

تو دِل کی بات دِل میں رکھ، وہ سب کچھ جان لیتے ہیں
ہے توہین عقیدت گر زباں پر مدّعا آئے

نبیؐ کا در ہو، ہم ہوں، زندگی کی شام ہو عاقبؔ
میاں، واپس وہاں سے زندہ گر آئے تو کیا آئے؟

نعت

وہ آمنہ کا لال ہے
رسولِ بے مثال ہے

ہے جب تک اپنے دَم میں دَم
درود اُس پہ بھیجیں ہم

حلیمہ دائی کے یہاں
تھیں اس کی برکتیں عیاں

یتیم کا وہ آسرا
غریب کا وہ حوصلہ

زمین و آسمان کا
وہ رہ نُما جہان کا

وہ رب کا اور اُس کا رب
ہیں جن و اِنس اُس کے سب

وہ دشمنوں کا اعتبار
وہ دوستوں کا غم گُسار

نعت

اُسوہ جُود و سخا محمدؐ کا
شاہ بھی ہے گدا محمدؐ کا

پاک قرآن ان پہ اُترا ہے
ہے شریعت کیا محمدؐ کا

دِل بھی اور جان و مال اُن کے ہیں
کیا نہیں اور ہے کیا محمدؐ کا

اس غلامی پہ فخر ہے سب کو
کیوں ہو قیدی رِہا محمدؐ کا

درد ہوگا رفع نہ مرہم سے
نام لیجیے سدا محمدؐ کا

جس سے روشن جہاں میں سچائی
قول ہر اک بجا محمدؐ کا

دل میں عاقبؔ کے اور رکھا کیا ہے؟
آرزو، مدّعا محمدؐ کا

نعت

ہوا ہے ڈانوا ڈول سفینہ
چلو چلو اب چلو مدینہ

ایک خدا ہے ایک نبی ہے
یہی ہے ایماں کا پہلا زینہ

ذکر نبیؐ سے رہے جو غافل
جینے کا اس کو نہیں قرینہ

اتنی سعادت میرے حصے
یادِ نبی سے پُر ہو یہ سینہ

مشک و عنبر پڑ گئے پھیکے
فضا معطّر اور پسینہ

آپ کی خاطر بھولے دشمن
بُغض، عداوت، نفرت، کینہ

کب چمکے گی قسمتِ عاقبؔ
بیتا جائے سبز مہینہ

نعت

بہت ارماں ہے دِل کو اپنے دل کی بات کہنے کا
خدا کے بعد ہے بس مصطفیٰؐ کی ذات، کہنے کا

مری ہستی ترا صدقہ، ترا صدقہ ہے یہ دنیا
شرف میرا، زمانے کو تری خیرات کہنے کا

ہزاروں دِن ہیں جس کی تابنا کی سے مہر افشاں
کسے ہے حوصلہ اس رات کو پھر رات کہنے کا

خدا توفیق دے جس کو شرف اس کو یہ ملتا ہے
نبی کی بات سننے، کا نبی کی بات کہنے کا

کہیں الفاظ رکتے ہیں، کہیں جذبے ٹھٹکتے ہیں
ابھی سیکھا نہیں ہم نے سلیقہ نعت کہنے کا

شہاؐ! حسنین عاقبؔ ہے ترے خدّام کا خادم
اسے تو حق ہے تجھ سے اپنے دِل کی بات کہنے کا

تقاضہ کر رہا ہے ہم سے عشقِ مصطفیٰؐ عاقبؔ
چلو پائیں شرف صلِّ علیٰ اک ساتھ کہنے کا

نعت

لازم نہیں لب کھولوں، مجسم ہی دعا ہوں
ہاں ، میں دَرِ احمدؐ پہ تصور میں کھڑا ہوں

ہے عزمِ سفر سوئے مدینہ مرے اللہ
دے طاقتِ پرواز کہ پر تول رہا ہوں

رفعت ہے مرے فن کی، کروں مدحتِ احمد
ممدوحِ خدا کے لیے میں مدح سرا ہوں

دنیا کی بلندی تو ہے حاصل مجھے لیکن
ہے بات بڑی آپؐ کی امت سے جڑا ہوں

تسلیم کیا مجھ کو جو دنیا نے شہنشاہ
دراصل اسے علم ہے میں کس کا گدا ہوں

آغوشِ شفاعت میں بھلا کیوں نہ سماؤں؟
عاقبؔ ہوں، تمہارا ہوں میں ،اچھا ہوں، برا ہوں

نعت

جب سے درودِ پاک لبوں پر سجا لیا
میری دعا نے مجھ کو گلے سے لگا لیا

سوتے ہوئے جو یادِ نبی دل میں آ گئی
پھر خود کو مثل نام محمدؐ بنا لیا

آگے بس آپ جائیے اے شاہِ انبیاءؐ
جبریل بولے، میں نے تو اب حد کو پا لیا

فوراً نبیؐ کا نام بھی لب پر چمک گیا
جب جب بھی میرے عشق نے نامِ خدا لیا

اُگنے لگی زمین سے پھر فصل نور کی
دنیا نے جب نشانِ رہِ مصطفی لیا

غم کی گھٹا جو چھائی تھی دِل پر، ہوا ہوئی
عاقبؔ نے حالِ دل جو نبیؐ کو سنا لیا

نعت

اے عشقِ نبی ہم ترے اسرار سمجھ کر
خوش ہیں تجھے ایمان کا آدھار سمجھ کر

حاصل ہوا پروانۂ جنت تو اسی کو
جس نے بھی کیا آپ کا اقرار سمجھ کر

اس شرف کے حامل بنو انصار، کہ تم کو
لے آئے مدینہ شہِ ابرار سمجھ کر

بخشے گا خدا حشر میں، مجھ کو یہ یقیں ہے
گیسوئے محمدؐ کا گرفتار سمجھ کر

یہ راہِ نبی دیتی ہے جنت کی بشارت
اس راہ کو اپنا لے، مرے یار، سمجھ کر

اسلام کا معیار ہی سیرت ہے نبیؐ کی
اپنایئے سیرت یہی معیار سمجھ کر

اور اس کے سوا کیا ہے تمنا تری عاقبؔ؟
کوثر پہ بلائیں وہؐ وفادار سمجھ کر

نعت

دنیا میں کوئی مثلِ محمدؐ بھی ہوا کیا؟
رتبہ یہ کسی اور نبی کو بھی مِلا کیا؟

یہ شاہِ دو عالمؐ ہیں، خدا کے ہیں یہ محبوبؐ
لیکن یہ شکم پر کوئی پتھر ہے بندھا کیا؟

ہر شخص کو حیرت ہے تو ہر دِل کو تجسس
فاراں سے چلی آتی ہے یہ ایک صدا کیا؟

لگ جائے جو لَو عشق نبیؐ کی یہی بہتر
دنیا میں سِوا اس کے میاں اور رکھا کیا؟

روشن ہوئی اک شمع، کہاں؟ غارِ حرا میں
اور اس نے کہا ہم سے کہ کہتا ہے خدا کیا؟

کہتے ہیں فرشتے یہ بشر سب سے جُدا ہے
اک نورِ مجسم اسی پیکر میں ڈھلا کیا؟

دعوے تو بہت کرتے ہو تم عشق نبیؐ کے
عاقبؔ! یہ بتاؤ کہ کوئی اشک بہا کیا؟

نعت

رحمتیں جتنی بھی ہیں عرش کی زنبیل میں
دے چکا وہ سب خدا آپ کی تحویل میں

چاند سورج اور فلک نور کی ترسیل میں
ہوگئے ناکام سب آپ کی تمثیل میں

یہ وہی تو نور ہے، یہ وہی تو خاک ہے
ہو گئی آدم سے جو منتقل ہابیل میں

جان دیتے ہیں سبھی بس نبیؐ کے نام پر
عشق میں فرصت کسے جائے جو تفصیل میں

عشق میں عاقبؔ نے دی اپنے جذبوں کو زباں
جن کو رہنا تھا رہے صرف قال وقیل میں

نعت

منزلیں زیرِگام کرلیں گے
خود کو تیرا غلام کرلیں گے

خاکِ طیبہ میں اپنی خاک ملے
ہو سکا، تو یہ کام کرلیں گے

گر نہ ممکن ہو دید روضے کی
ہم یہیں سے سلام کرلیں گے

ہم مدینے کا ذکر سنتے ہی
عشق کو تیزگام کرلیں گے

عشق والے خدا کی رحمت کو
ہم سخن ہم کلام کرلیں گے

راہِ عشقِ نبی میں عاقبؔ جی
سوچنا کیا؟ قیام کرلیں گے

نعت

سارے پیمبر بزرگ و عالی
اپنے نبیؐ کی بات نرالی

آپ ہیں داتا، آپ سخی ہیں
ہم ہیں سوالی، دامن خالی

سارے جہاں میں صرف نبیؐ جی
آپ کا ہی کردار مثالی

ذکرِ نبی سُن جھوم رہا ہے
پتا پتا، ڈالی ڈالی

شہرِ مدینہ کی وہ پنگھٹ
یعنی ڈگر وہ دیکھی بھالی

طلوع ہوا جب مہرِ نبوت
رات ہے بھاگی جہل کی کالی

تھامے رہے گا آپ کا دامن
عاقبؔ نے اب قسم ہے کھالی

نعت

سلطنت ہے، مملکت ہے، نہ کوئی دربار ہے
پھر بھی صدقہ، بادشاہوں کو ترا درکار ہے

عاشقوں نے جاں نثاری کا سبق جن سے لیا
وہ ترے رمز آشنا، تعداد اُن کی چار ہے

جس طرف دیکھا، مسخّر کر لیے قلب و شعور
کِس کا جادو، کِس کی ایسی چشمِ پُر انوار ہے؟

داستانِ رنج و غم ہوتی چلی ہے مختصر
اب مجھے 'صلِ علیٰ' کے وِرد کا آدھار ہے

اِس مدینہ شہر کی مٹّی ہے عاقبؔ، عطر بیز
یہ وہ مٹّی ہے کہ جس میں، مُشک کی مہکار ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دامن

ذرا ادب سے، ذرا سنبھل کر کا شور ہر سو اُبھر رہا ہے۔
یہ سیرتِ مصطفیٰ کا جلسہ ہے،
دھیرے دھیرے جو راستوں سے گزر رہا ہے۔
ہیں مدرسوں کے لئے مدد کی کہیں اپیلیں
کہیں تعاون کے عرض داروں میں سبیلیں،
محبتوں کے مگر ہیں ان سب سے بڑھ کے دعوے
کہ جن کی تصدیق میں لگاتے چلے ہیں عاشق ہزار نعرے
ہر اک نعرے میں گھن گرج جیسے بجلیوں کی
خبر ہر اک میں خدا کی مضطر تجلیوں کی
''کبھی نہ دامن نبی کا چھوڑیں گے،
ہم نہ دامن نبی کا چھوڑیں۔
جو عہد و پیماں کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے،
وہ عہد و پیماں کبھی نہ توڑیں''

یہ سن کے میرا بھی جذبِ ایماں بھڑک اُٹھا ہے
جو میرے اندر چھُپا ہے عاشق نبی ﷺ کا
ہو کے شریکِ جلسہ، وہ بھی یہ نعرے لگا رہا ہے۔
کہ دفعتاً مجھ سے کوئی نادیدہ ہستی بولی،
''میاں! بُرا تو لگے گا تجھ کو،
تری صداقت کِدھر کو ہولی؟
ذرا سی معقولیت سے پہلے تو کام تولے،
نہ چھوڑ دامن نبی ﷺ کا لیکن
تو پہلے دامن کو تھام تو لے۔''

حمدیہ اور

نعتیہ ماھئے

دے فکر کو تو عظمت
حمد تری لکھوں
ہے مجھ میں کہاں طاقت؟

ہیں دونوں جہاں تیرے
نام مرے لکھ دے
تو، اپنے مکاں کے پھیرے

میں حدِ ادب مانگوں
عمر، مری اللہ
تر سٹھ سے میں کم چاہوں

پتے سبھی جھڑ جائیں
ساتھ رہے گا تو
جب سارے بچھڑ جائیں

قطروں پہ ہو حق میرا
تیرا کرم تو ہے
اک بہتا ہوا دریا

امت کے بھی رہبر ہیں
پیارے نبیؐ جی آپ،
رحمت کا سمندر ہیں۔

عقبیٰ کا خزینہ ہو
وقت نزِع آقاؐ
آنکھوں میں مدینہ ہو۔

تقدیر کی رفعت ہے
مہد حِلیمہ کو
حاصِل جو سعادت ہے۔

وہ شافع محِشر ہیں
شاہ اُممؐ عاقبؔ!
لا ثانی پیمبر ہیں۔

نعتیہ قطعات

یہ جتنا آسماں، جتنی زمیں ہے
نہایت خوبصورت اور حسیں ہے
بہت کچھ ہے یہ لیکن در حقیقت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنا کچھ بھی نہیں ہے

کرتے ہیں ہم یہاں یہ بات تمام
رہ نُما ہے تری حیات تمام
رحمتوں سے نوازنے والے!
تیری محتاج کائنات تمام

جن و انساں، پرندے تب نہیں تھے
جو آئے بعد میں، وہ سب نہیں تھے
خدائی تھی، نہ تھی جلوہ نُمائی
زمانے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نہیں تھے

شان و شوکت مرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور نہ دولت مرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
جس نے دِل دشمنوں کے جیت لئے
وہ تھی سیرت مرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

حسنین عاقبؔ
کی انگریزی
نعتیہ شاعری

COINAGE OF 'PROPHIEM'

'PROPHIEM' is a word coined specially for denoting the praise of the holy prophet of Islam, Mohammad (PBUH) . It is attributed to the poems written in praise of prophet Mohammad. A PROPHIEM has a synonym in Arabic, Urdu and Persian as NAAT. It has been coined by Khan Hasnain Aaqib by intermingling of two words , mainly, PROPHET and POEM. From prophet, the syllable "Proph" is taken and from POEM, "em" is taken and these two syllables have been joined by a simple "I" to make it comfortably pronouncable. He has created many prophiems in English. Till now, there was no such word existing in English lexicon for denoting the poems written in praise of the prophet where as the NAATS are being written in his praise for about one and a half thousand years.

The word PROPHIEM itself seems having linguistic beauty as well as the acceptability of the lingual characteristics. Many grammarians, critics and poets around the world have praised and appreciated the coinage of the word. I hope the new word Prophiem and the Prophiems themselves will succeed in drawing your attention. Your feedback will be highly appreciated.

Publisher

A PROPHIEM

KHAN HASNAIN AAQIB

(A prophiem explaining the coinage of the word Prophiem)

Most people ask me, what is a prophiem?
Will you tell us, from where does it stem?

To praise God is to pray Him, I believe
So is about His prophet, you may perceive
Abraham, Moses and Jesus, for their age
Were god's prophets and delivered His message
To the world, and its people that were astray.
Then the last prophet, in Arab, let me say
That sun rose over the hills of Faaraan
And Oneness of god he preached, and that is Imaan.
Some words, in his praise, like many I write
Taking my poetic art to its desired height

Just out of love for him, in fact, passion
I tread a path, by others yet not taken.
For such poem in English, I attribute a word
This word, I am sure, no one may have heard.
'Proph' is for prophet, 'em' is for poem, joined by 'i'
I am telling all this, before you ask me 'why'.
A prophiem wades through the life of prophet
His deeds, teachings, his person, and events he met.
Although on island of knowledge I am an elf,
The coinage of 'prophiem' I owe to god and myself.

Critical views of renowned English poets and critics on "PROPHIEM".

Dear Respected Poet Khan,

Good spiritual write. But, you could have added a better poetic angle too.

To praise God is to pray Him, I believe (Spiritual words, try using in holy tone , instead of a mere statement)

" So is about His prophet, you may perceive
" Abraham, Moses and Jesus, for their age
" Were god's prophets and delivered His message
" To the world, and its people that were astray.

The thread of the prophiem is good, the style can be modified, if the poet wishes so This is still an excellent verse.

In literature, we frequently read of a prophet;and in the sense of the letter prophet signifies those to whom revelation is made, also abstractedly, revelation itself; but in the internal sense, a prophet signifies one who teaches, and also abstractedly doctrine itself; and as the Lord is doctrine itself, that is, the Word which teaches, He is called a Prophet, as is Moses. The subject is so wide, as declared or proclaimed both in holy books of QUR'AAN and BIBLE. According to my personal view, we have to study all the holy books and extract the holy themes or holy Revelations in a poetic way. Then the readers will surely enjoy.

Congrats, dear Poet, Regards & Love

William George Maveli,

(Kerala, India)

I was confused about what PROPHIEM means at first. But now that I know the meaning, it is very creative! Great poem, mashallah

Asmaa As-Siddiq. Decatur, Georgia.

The love of God in any language is honest to each individual. Those who have no faith have just the same rights as those who believe. Your observation and the words you express are significant for all the sentiment your words give are excellent

Barry Scott Crisp, Australia

Dear Hasnain,

I am esteemed that you should call me friend and thank you for your messages. Although I worship Jesus, we are both poets and are inspired by Mystery. So Knowledge and Mystery and Unknowing are bound in Love. I pray for God's Blessing on your Inspirations.

Chris Johnson

Wollongong, NSW, Australia.

A delightful poem where you coined a new word.

David Wood,

Swansea, Wales, United Kingdom

This is a brilliant poem describing the prophet. Very nicely penned. Even Google calls and knows such poems as salam poetry or qasida.

S.Zaynub Kamoonpuri.

Daressalam. Tanzania.

I enjoyed reading your poem. This coining of a new word is quite clever. And you explained so clearly how you arrived at this word. Truly, an inspired writing.

Lorraine Colon.

Missouri. United States of America.

Whenever I read poems of this ilk,I am weak in amazement.What is it that you think when you take to write? Gracious God! When I saw first the word 'PROPHIEM,' I sought my lexicon,but couldn't find it.But then when I was done reading,I thought the word had existed a long time by the way and manner it's meaning was diagnosed and treated.

I am in awe,and convinced that God hears my prayer for you that HE USES YOU LIKE THE PEN OF A READY WRITER. Keep it up sir and God bless you.

SOLOMAN WALKER OKAISABOR.

NIGERIA

A confident and brilliant voice with a mystic touch, I call mystic one who seeks for different chances and new ways to try to reach God and Holy figures! ! !

SHAZIA BATOOL.

Pakistan.

PROPHIEM 1

It was around fifteen hundred years back
When the earth was actually off the track.
And Arabs, the Bedouine Arabs,
Were as astray as the wild shrubs.

Darkness, the blind darkness of ignorance,
Was all over the land; And the non-sense
Practices and rituals and customs,
Prevailed in air like the sound of drums.

Tribal enmities would, of course, last
For centuries, over a trifle issue of past.
And the prejudices of creed and caste!
Their area of influence was very vast.

The then Africa, Europe and Asia were no better

With a slight difference, they had nothing to offer.

They might be somewhat good in one respect,

But surely, there had been some dark aspect.

Then God was very considerate and kind

And He made up His mind,

To Arab, He sent His last messenger

Who was the entire world's purifier.

From Almighty, let me say and mind,

He was a gift to the whole mankind.

KHAN HASNAIN AAQIB

(Critical review of this prophiem)

A writing that stands apart and the age of ignorance is narrated in a compact rhyme. The use of similes 'as astray as the wild shrubs'/.air like the sound of drums.' beautifies the poem. Well-done Sir!

Yasmeen Khan . Pakistan.

PROPHIEM 2

By the earth and by the sky blue!
What the prophet was, shouldn't I tell you?
As far as my faith does catch,
I can tell you, he has never, never a match.
And he led in Al-Quds, all prophets' batch.

He was as honest as nobody ever was
And for the world to be, he was a cause.
When he was born, it was the rise of a sun,
And that sun! It was beyond any comparison.
He turned into spring, the hot, hot autumn.

This is the part of my faith and my belief,
That on tree of prophethood, he was the last leaf
His pious teachings were the sign of salvation
It were for world's complete reformation.
Before he left the world, his work he had done.

PROPHIEM 3

All prophets came and went
And did their work with grace.
To each land were they sent,
To fill with thy name, the space.

They shaped sometimes only a few
And over the years, no one knew
The aim of life, and they drew
All them on cross, bigots and Jew.

Then came shining a star
Radiant, with divine light was
His image; be near or too far,
For world's existence, he was a cause.

God loved and did him pure
And made him holy, sacred and sure
To convey the sinners to heaven
By guiding them to a way, safe and even.

Bore he hardships and said nothing,
Showered benisons for troubles, the King
Of all universes, was who the orphan,
Got evils and vice from world to run.

The head of prophets justly called
Humans to believe in Oneness of god.

PROPHIEM 4

OF HIM, WHAT THEY SAID!

For about one and a half thousand years
Saints and sages and kings and seers,
Have been defining the last prophet's profile,
In their own way, and in their own style.
Out of that, here I put up a few
What they think of him, how their throughts grew!
To him, full attention most people paid
I just sum up, of him what they said.

In "Heroes and Hero Worship", Thoman Carlyle said,
"As a true prophet, he, to me has stayed".
" Most influential man in human history", said Thomas Carlyle,
When he studied prophet's life, and thought for some while.
"And His was a voice from unknown deep".
In good faith, Carlyle's words we should keep.

"Of all sacred religions", Leo Tolstoy says,
"In prophet's teachings, lies the essences. "

In "Voltaire and Islam", goes Voltaire's saying
"Prophet was a mighty conqueror, and a just king,
And a wise legislator and a pious prophet,
He fulfilled great role before people of this planet."

In "The Genuine Islam", G.B.Shaw writes with heed,
"For the future Europe, accetable will be Mohammad's creed.
In the new world era, if he takes absolute lead
In solving it problems, with peace and happiness he would secceed."

Encyclopedia Britanica does honestly write
"The prophet was a man with great insight,
And he was a man honest and upright,
Winning loyalty of those, like-wise honest and upright."

"The prophet was", as his view Lane Pool made,
"Most faithful protector of those he protected."
In "Biography of Prophet", Karen Armstrong made it clear,
"Non-violence was the culmination of his prophetic career".

In "Life Of Mohammad", Sir William Muir wrote,
And his candid words, I must really quote.
"Modesty and kindliness, generocity and patience,
In prophet's conduct , pervaded this essence".

Keeping his faith solemn, sincere and dart,
In "The 100", thus put in Micheal Hart,
"Supremely successful for religious and secular cause,
The only man in human history, the prophet was…"
In "Life And Teaching Of Mohammad", Annie Besant says,
About the messenger of Supreme, his character and

his ways,

"It is impossible for anyone, studying prophet's life,

To feel anything but revernce towards Him and his strife."

What I wrote here, is truth bound

And in books and on web, all can be found.

In this work, I said nothing without reference

And all that you read here, makes positive sense

KHAN HANAIN AAQIB

(Critical reviews of this prophiem)

I am not Muslim but you use words coherently. In view of religious democracy and my rating your use of words only you can be my friend. My poems are a bit quizzical, simple or Christian theme if you want to rate me.

Tracy Allott

Barnsley, South Yorkshire, United Kingdom.

I thought this was a fabulous intuitive and informative write, with wonderful words. For me,Yusuf Islam,(Cat Stevens) has opened many gates I know i must explore. This is filled with so many wonderful references.

Richmond Harding.

U.K.

It is a sublime narrative put in couplets. The inclusion of references is great adding greatly to our knowledge. Thanks for sharing. God bless you.

Prof. Yasmeen Khan.

Pakistan